ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر

سنہ ۱۹۱۳

بابت ماہ دسمبر ۶

جلد ۸ — نمبر ۱۲

تشحیذ الاذہان

زیر ادارت صاحبزادہ میرزا [illegible]

فہرست مضامین

قیمت سالانہ [illegible]

باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبدالسلام کے حکم سے مینیجر تشحیذ نے قادیان سے شائع کیا

رسیدات زر ۱۹۱۳ء

۲۵ ستمبر ۱۹۱۳ء

۱۰۱۳ جناب محمد امیر صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

ماہ اکتوبر سنہ ۱۳

۵ ۱/۱۳

۱۰۶۹ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب عہ
چندہ ممبری سنہ ۱۳ء

۶ اکتوبر سنہ ۱۳ء

۱۰۱۲ جناب مولوی محمد علی صاحب عہ
سنہ ۱۲

۱۶۴۱ جناب بشیر احمد صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۸ اکتوبر سنہ ۱۳ء

۱۲۲ جناب گلاب الدین صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۱۰ ۱/۱۳

۱۰۱۵ جناب احمد الدین صاحب زرگر عہ
چندہ ممبری سنہ ۱۳

۱۶۶۹ جناب قاضی عبد اللہ صاحب ۱۰۶۱ عہ
سنہ ۱۲

۱۱ ۱/۱۳

۱۲۰۰ جناب منشی محمد بخش صاحب عہ
سنہ ۱۳

۱۵۳۶ جناب قربان علی صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۱۶۲۴ جناب محمد ہاشم سنہ ۱۳ء عہ

۱۶۶۵ جناب گوہر علی سنہ ۱۳ عہ

۱۶۶۰ جناب بابو فتح محمد عہ

۱۳ ۱/۱۳

۱۱۰۲ جناب مرزا برکت علی عہ
سنہ ۱۲ء

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۳

۹۴۲ جناب مولوی محمد فاضل صاحب عہ

۱۶ ۱/۱۳

۱۱۳۳ جناب نذیر احمد عہ
قیمت سنہ ۱۳ چندہ سنہ ۱۳ عہ

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۳ء

۲۸۸ جناب بابو فضل کریم صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۲۱ ۱/۱۳

۵۷۶ جناب ڈاکٹر عمر الدین عہ
قیمت سنہ ۱۲ء سنہ ۱۳

۲۳ ۱/۱۳

۱۲۴ جناب مولوی احمد حسن صاحب عہ
سنہ ۱۳

۳۰ اکتوبر سنہ ۱۳

۱۶۶۸ جناب حکیم سلطان محمد صاحب عہ
سنہ ۱۲

۵۶۳ جناب اکبر علیخان عہ

ماہ نومبر سنہ ۱۳ء

۲ ۱/۱۳

۱۰۱ جناب محمد عبد اللہ صاحب عہ
بقیہ

۲۵۶ جناب منشی محبوب عالم صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۵ ۱/۱۳

۲۷۲ جناب نعمت خان صاحب عہ
سنہ ۱۳

۱۰۷ جناب عبد اللہ جان عہ
قیمت سنہ ۱۳ چندہ ممبری سنہ ۱۳ء

۱۲۶۵ جناب دلاور خاں صاحب عہ
سنہ ۱۳ء

۳۴۹ جناب شیر افضل خان صاحب عہ
سنہ ۱۳

۶ ۱/۱۳

۱۱۳۲ بابو فضل کریم صاحب عہ
چندہ ممبری سنہ ۱۳

۱۵۹ جناب غلام محمد صاحب عہ

۸ ۱/۱۳

۹۵ جناب بابو قاسم علی صاحب عہ
سنہ ۱۳

۱۰۹۳ جناب مولوی عبد الماجد صاحب عہ

موسی محمد عثمان صاحب ۹

۱۱ ۱/۱۳

۱۰۶۹ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب ۱۲

۱۱ ۱/۱۳

۱۰۲۹ جناب مولوی غلام حسین صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۹۳۰ جناب سید محمد اسمٰعیل عہ
سنہ ۱۳

۱۳۶۱ جناب چوہدری قاسم علی عہ

۱۲ ۱/۱۳

۱۹۲ جناب مولوی الحاج محمد عبد اللہ صاحب عہ

۵۴۶ جناب عمر الدین صاحب عہ
بقیہ سنہ ۱۲ء چندہ سنہ ۱۳

۵۶ جناب میاں عالم الدین صاحب عہ
سنہ ۱۲ء

۲۶۳ جناب ملک عبد المجید صاحب عہ
سنہ ۱۳

۳۴۵ جناب چوہدری محمد سرفراز خان صاحب عہ
سنہ ۱۳

۳۸۲ جناب منشی غلام احمد صاحب عہ
سنہ ۱۳ء

۱۲۲۵ جناب منشی شاہ محمد صاحب عہ
سنہ ۱۳

۹۶۱ جناب چوہدری مہدی حسن صاحب عہ
سنہ ۱۳ء

۱۲۰۷ جناب حکیم محمد عبد الجلیل صاحب عہ
سنہ ۱۳ء

۱۲۴۶ جناب مولوی محمد حبیب اللہ عہ
سنہ ۱۲

۳۷۲ جناب غلام رسول صاحب عہ

۲۰ ۱/۱۳

۱۰۰۷ جناب حکیم محمد حسین صاحب عہ
سنہ ۱۲ سنہ ۱۳

۸۲۴ جناب شاہ میرن ۹

۱۶۲۹ جناب منشی غلام محمد ۵

۲۱ ۱/۱۳

۱۳۸۹ جناب بابو فضل الرحمن عہ

۸۲۱ جناب محمد عبد اللہ صاحب عہ

جناب شیخ السعدیہ محمد حسین صاحب عہ
رسالجات ۱۱ جلد

۱۲۸ جناب بابو نیاز محمد صاحب
قیمت رسالہ سنہ ۱۳ چندہ عہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء

کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ سات آٹھ سو آدمیوں کے مجمع میں ایک واعظ کھڑا ہوا۔ اور اس نے احمدیوں کو للکارا کوئی ہے تو میرے مقابلہ پر آئے۔ آخر ایک احمدی اپنے دو ساتھیوں کیساتھ (کہ یہی اسوقت وہاں موجود تھے) باوجود جہال کے وحشیانہ حملوں کے خوف کے آگے بڑھا۔ اور اسنے کہا فرمائیے کیا اعتراض ہے؟ اس واعظ نے نہایت دجل سے کام لیا۔ ازالۂ اوہام نکالا اور اس میں سے صرف پیرہ پڑھ کر سنایا۔ اور فی الحقیقت پر بہت زور دیا۔

"میری بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنٰہ قریباً من القادیان تب مینے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقہ قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت

لکھی ہوئی موجود ہے۔" +

پھر اس مزوّر نے سات آٹھ حافظان قرآن مجید کو کھڑا کیا۔ اور انہیں اللہ کی قسم دی۔ کہ راست راست بیان کرو آیا انا انزلنٰہ قریبًا من القادیان قرآن مجید میں نصف کے قریب لکھا ہے؟ انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اور جہلاء میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی نے جواب وغیرہ نہ سنا۔ بلکہ مارو مار کی آوازیں آنے لگیں +

یہی بات میں نے چند اشتہاروں یا ٹریکٹوں میں بھی دیکھی ہو کہ مرزائی قرآن الگ ہے۔

اصل کتاب تو دیکھو کوئی خدا ترس اتنا نہیں کرتا کہ اصل کتاب بھی دیکھے وہاں کیا لکھا ہے اول تو میرے بھائی صاحب مرحوم سے پہلے اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا لکھا ہی جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معاملہ عالم ظاہر کا نہیں بلکہ عالم مثال کا ہے اور اسکے معنے انہی قواعد سے ہونگے۔ جن کے رو سے اس عالم کی باتوں کے معنے کئے جاتے ہیں +

فی الحقیقت کے کیا معنی؟ فی الحقیقت بھی آپ نے کشف میں فرمایا۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب قرآن مجید میں ظاہری طور پر یہ الہام دکھایا جاوے۔ چنانچہ اسی اعتبار سے آپ صفحہ ۲۱ ازالہ اوہام پر فرماتے ہیں۔

"کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہؤا نہیں پایا جاتا۔ اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہی بصراحت وباواز بلند ظاہر کر رہا ہے۔ کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی ضرور موجود ہے۔ اور چونکہ موجود نہیں۔ اور بجز اسکے اور کس طرف خیال جا سکتا ہے کہ خدا تعالے نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہوگا"

ہاں ہیں آپ نے فی الحقیقت کے معنے کھول دیئے ہیں۔

کشف کا نظارہ مطابق ظاہر ہونا ضروری نہیں باقی رہا یہ سوال کہ آیا کشف غلط بھی ہو سکتا ہی اسکا جواب یہ ہے اگر ایک شخص خواب یا کشف میں کسی مجلس کا قیام یا کوئی اور ایسا نظارہ

دیکھتا ہے مثلاً کسی بکرے کا ذبح ہونا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صبح اٹھکر وہ واقعہ اسی طور پر دیکھے۔ بلکہ وہ خواب یا کشف اپنے معانی کے لحاظ سے پورا ہوگا۔ اور یہ نکتہ سورہ یوسف کے خوابوں پر غور کرنے سے حل ہو سکتا ہے پھر میں ایک آیت کو پیش کرتا ہوں۔ جو سورۃ انفال کے ابتدا میں ہے وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا۔ دیکھئے یہاں اس رؤیا کا ذکر ہے جس میں نبی کریم صلعم کو کافر اپنی اصل تعداد سے تھوڑے دکھائے گئے۔ تو کیا اب کہنا چاہیئے کہ معاذ اللہ نبی کریم صلعم کو غلط کشف دکھایا گیا ہرگز نہیں بلکہ بلحاظ اپنی قوت و انجام کے کفار فی الحقیقت تھوڑے ہی تھے۔

اس کشف کی تعبیر جو حضرت اقدسؑ نے فرمائی وہ صحیح ہے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وہو ہذا

"اور اس کشف میں جو مینے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں۔ قرآن شریف پڑھتے دیکھا۔ اور اس الہامی فقرہ کو انکی زبانی قرآن شریف میں پڑھتے سُنا۔ تو اس میں یہ بھید مخفی ہے جس کو خدا تعالےٰ نے میرے پر کھولا کہ انکے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہی یعنی انکے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہی۔ اس سی کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے اسکے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہی۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء اسکے آستانہ فیض سی بکلی بے نصیب اور محروم رہجاتے ہیں۔ اور ایک ذلیل حقیر اُمّی جاہل نالائق مُنتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے" (ازالہ اوہام حصہ اول ص)

اور قریبًا من القادیان کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی

"اسکی تفسیر یہ ہو کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے" من دمشق کی ایزادی اسلیئے کہ قادیان کو خدا تعالےٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے

اس کشف کی مزید وضاحت

پھر اس کشف کو اور بھی صاف کرنیکے لیئے منارۃ المسیح میں حضور نے بہت مفصل لکھا ہے ارشاد فرماتے ہیں

"قریباً بیس برس ہوئے کہ مینے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام جو میری زبان پر جاری کیا گیا لکھا تھا یعنی یہ کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللّٰہ و رسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولاً دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ یعنے ہمنے اس مسیح موعود کو قادیان میں اتارا ہے اور وہ ضرورت حقہ کیساتھ اتارا گیا۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا۔ خدا نے قرآن میں اور رسول نے حدیث میں جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ اسکے آنے سے پورا ہوا۔ اس الہام کے وقت جیسا کہ میں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں مجھے کشفی طور پر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ الہام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ اور اسوقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہو گئے جبکہ مینے براہین احمدیہ میں لکھا تھا۔ اب اس رسالہ کی تحریر کیوقت میرے پر یہ منکشف ہوا۔ کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر مینے لکھا یعنی یہ کہ اسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہو اور بغیر اسکے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ

سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا زمانہ تھا۔ برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا پس اس پہلو کے رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہی مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل وارد ہے قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیاں کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے مگر کچھ شک نہیں۔ کہ اسکے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپکی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں۔ جو آپ کی توجہ

+ شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اُسکا اثر غالب یہ تھا۔ کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی اسلئے بیت اللہ کا نام بھی بیت امن رکھا گیا۔ لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اسکا یہ اثر ہے۔ کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں۔ اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ منہ

اور بہت سی پیدا ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے۔ اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا۔ جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب شرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے۔ اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہیں۔ اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں۔ ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ اسکے روحانی کمالات کی تصویر ہے +

معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔ اور پھر اسجگہ سے قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکانی سیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا۔ اور اس میں یہ اشارہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں۔ اور پھر اسجگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصےٰ تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے یعنے کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہنچگئی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے اور پھر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا۔ اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصی تک جو زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی۔ اور نیز خدا تعالے کی طرف ایک سیر تھا۔ جو مکان اور زمان دونوں سے پاک تھا۔ اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں۔ اور نیز خدا تعالے کی طرف سیران کا اس نقطۂ ارتفاع پر ہے۔ کہ اس سے بڑھکر کسی انسان کو گنجائش نہیں مگر اس حاشیہ میں ہماری صرف یہ غرض ہو کہ جیسا کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں کشفی طور پر لکھا گیا تھا۔ کہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے یہ کشف نہایت صحیح اور درست تھا۔ کیونکہ زمانی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کا معراج اور مسجد اقصٰے کی طرف سیر مسجد الحرام سے شروع ہو کر یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایسی مسجد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر تسلیم نہ کیا جائے جو باعتبار زمانہ کے مسجد اقصٰے ہو"۔

تتمہ | مینے خدا کے فضل سے اس الہام وکشف کے متعلق کافی بحث کر دی ہے۔ اس لئے امید ہے کہ خصم کو جائے مجال نہ رہیگی ٭

"اور آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت اسکی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول و آخرین منھم لما یلحقوا بھم اسی بات کیطرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔ اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔ اور اسکو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہانتک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے۔ اس نے مجھکو نہیں دیکھا ہے۔ اور نہیں پہچانا ہے"۔ صفحہ ۲۷۵

پھر آپ صفحہ ۱۷۷ پر اس حقیقت کو اور بھی واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بُروزِ محمد علیہ الصّلوٰۃ

بعض دوستوں نے بُروز کے معنے صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں۔ چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے۔ اسلئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونیکے مدعی تھے۔

آپ استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۷ کو پڑھیں ارشاد ہوتا ہے

فلیست نبوّتی الّا نبوتہ۔ ولیس فی جبّتی الّا انوارہٗ۔ واشعتہ ولولاہ لما کنت شیئًا یذکر او یسمّی۔ وان النبیّ یعرف بافاضتہ۔ فکیف نبیّنا ھو افضل الانبیاء۔

نہیں ہے میری نبوت مگر اسکی نبوت اور نہیں میرے جبّہ میں مگر اسی کے انوار۔ اور اگر وہ نبی نہ ہو۔ تو میں کوئی ایسی چیز نہیں جسکا ذکر کیا جائے یا نام رکھا جائے۔ اور نبی تو اپنی فیض رسانی سے پہچانا جاتا ہے۔ پس افضل الانبیاء کا فیض کتنا بڑا ہونا چاہیئے۔

اتنی عبارت پر غور کرکے آپ اس نتیجہ تک پہنچ جائینگے کہ بروز سے مراد آنجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت یعنی آپ ہی کی بعثت ثانیہ ہے

اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے۔ جو لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیاجاتا ہے۔ تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو۔ اور دوسرے اپنے مسیح کی شان واضح کرسکیں۔ (ایک حوالہ دیکھو صفحہ ۵۸۳ پر جو غلطی سے یہاں لکھنا رہ گیا)

۴۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کیساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا بلکہ

اسکے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اسوقت پوری طرح سے تجلّی فرمائی۔ جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا۔ اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو۔ اور اگر چاہتا ہے۔ تو اس خدا تعالےٰ کے قول کو پڑھ۔ ھو الذی ارسل رسولہ آخر آیت تک۔ پس یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے۔ اے مسلمانوں کی جماعت۔ اور اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم چھٹے ہزار میں مبعوث ہوئے۔ حالانکہ آنجناب کی بعثت قطعًا اور یقینًا پانچویں ہزار میں تھی۔ پس شک نہیں کہ یہ اشارہ ہے تجلّی تام کے وقت کی طرف اور استیفاء مرام کی طرف اور روحانیت کے ظہور کے کمال کی طرف اور جہان میں محمدی فیوض کے موج مارنے کے دنوں کی طرف اور یہ چھٹے ہزار کا آخر ہے جو زمانہ کے مسیح موعود کے اترنے کے لئے مقرر ہے جیسا کہ انبیاء کی کتابوں سے سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ یقینًا خدا تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت کے قدم رکھنے کی جگہ ہے جیسا کہ آیت و اٰخرین منھم اور پاک تحریروں کی دوسری آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے۔ پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا۔ کیا آخرین منھم کی آیت میں فکر نہیں کرتے۔ اور کس طرح منھم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو۔ اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں

جیساکہ پہلوں میں موجود تھے۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا۔ اسکی تسلیم سے چارہ نہیں۔ اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے۔ اور جس نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ نبیؑ کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیساکہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنے ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشدّ ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اسی لئے ہم تلوار اور لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا۔ تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے۔ دلالت کرے۔ اور وہ چار سو کا شمار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بعد ہے۔ تا دین کے غلبہ کا وعدہ جو کتاب مبین میں پہلے ہو چکا تھا پورا ہو جائے یعنے خدا تعالےٰ کا یہ قول کہ ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلۃ۔ پس بیناؤں کی طرح اس آیت میں نگاہ کر کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے۔ اول وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گزرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لیئے ایک نشان ہے۔

اس تشریح نے کالشمس فی نصف النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ اور صرف فنا فی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو اولیاء امت محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا۔ اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہی جیساکہ جناب والا مقام درثمین میں فرماتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت چو بود قسمت ما　　رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

کربلائے است سیر ہر آنم — صد حسین است در گریبانم

آدمم نیز احمدِ مختار — در برم - جامۂ ہمہ ابرار

آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام

آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآں - منزہ اش - دانم — از خطا ہا - ہمیں است ایمانم

بخدا ہست ایں کلامِ مجید — از دہانِ خدائے پاک و وحید

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

وارثِ مصطفےٰ شدم بہ یقین — شدہ رنگیں برنگِ یار حسیں

لیک آئینہ ام ز ربِّ غنی — از پئے صورتِ مہِ مدنی

آپ فرماتے ہیں میں احمد مختار ہوں - جو جام ہر ایک نبی کو ملا ہے - وہ سب کا سب مجھے دیا گیا ہے - جو وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے - وہ قرآن مجید کی طرح خطاؤں سے منزہ ہے - اور خدائے وحید کا کلام مجید ہے - انبیاء بہت ہوئے ہیں - اور میں عرفان میں کسی سے کم نہیں - میں مصطفےٰ کا وارث اور اسکے رنگ میں رنگین ہوں - اور مدنی چاند کی صورت میرے آئینہ میں جلوہ گر ہے پھر ان تین شعروں میں تو حد ہی کر دی ہے -

دست غیبم بسے ورود ہر دم — کرد وحیش بمن ظہور اتم

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

پر شد از نورِ من زمان و زمیں — سر ہنوزت بر آسماں از کیں

مجھ پر اللہ کی وحی نے ظہور اتم کیا ہے - اور ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا - اور ہر ایک رسول میرے پیراہن میں نہاں ہے میرے نور سے زمین و زمان پر ہو گئے ہیں *

واشرقت الارض بنور ربہا

اصحاب الجنۃ

یعنی

مقبرہ بہشتی کے مدفون

ایک سال کے بعد پھر میں اپنے معزز احباب کو اس سرزمین میں لیجاتا ہوں جہاں چند قدسی نفوس آرام فرما ہیں۔ اور جہاں پہنچکر ہم انتم لنا سلف ونحن لکم تبع و انا انشاء اللہ بکم للاحقون پڑھتے ہیں۔ یہ تعمیل ارشاد امام العباد

"خدا تعالے کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ انکو دیکھکر ایمان تازہ کریں۔ اور تا انکے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

چند سطور حوالہ قلم کرتا ہوں۔ والی اللہ المصیر۔ وہ حصہ جس میں مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر ہے اسکے چھ قطعوں کے حالات ہو چکے

ساتواں قطعہ (مشرق سے مغرب کو قبریں دیکھتے جائیے)

۵۵۶۔ کنیز فاطمہ زوجہ کرامت حسین عمر ۲۸ سال ۳ جنوری ۱۳ء وفات پائی۔ مرحومہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی پھوپھی زاد ہمشیرہ تھیں۔ قادیاں ہی میں وفات پائی۔ اپنی جائداد کے تیسرے حصہ کی وصیت ۱۲ء میں کی تھی۔ نیک اور مخلصہ تھیں

۵۵۷۔ میاں محمد دین ولد میاں محمود خان۔ ساکن چک علی (گجرات) ۹۹ سال۔ وفات ۱۷ جنوری ۱۳ء مرحوم کو میں نے بھی دیکھا ہے بڑے مخلص تھے بارہا مجھ سے کہا جی چاہتا ہے تمام جائداد بیچ کر قادیان میں آرہوں۔ آخری ایام میں یہیں آرہے۔ مجھے کہا اب دعا کیجئے یہیں خاتمہ ہو جائے انکے وطن میں انکے ساتھ بہت مخالفت رہتی تھی۔ جسکا انہوں نے مردانہ مقابلہ کیا۔

۵۸- اللہ رکھی مرحومہ زوجہ منشی چراغدین نومسلم۔ وطن سیالکوٹ عمر ۲۲ سال وفات ۱۷ فروری
مرحومہ اسلام قبول کرکے اپنے خاوند کے ساتھ قادیان میں آ رہیں۔ مدرسۃ البنات میں لڑکیوں کو
پڑھاتی بھی رہیں۔ بہت غریب مزاج اور نیک تھیں۔ عرصہ تک بیمار رہیں۔ آخری دنوں
میں زبانی وصیت کی۔

(۵۹) عائشہ زوجہ شیخ محمد ابراہیم چنیوٹی عمر ۶۰ سال وفات ۲۴ نومبر ۱۹۱۲ء۔ دفن ۱۴
مارچ ۱۹۱۳ء۔ مرحومہ نے لائلپور میں وفات پائی۔ اور بطور امانت وہاں دفن ہوئیں۔ پھر
۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء بروز جمعہ مقبرہ بہشتی میں لائی گئیں۔ اپریل ۱۹۱۱ء کو وصیت کی تھی۔

(۶۰) محمد یسین ولد منشی ابوالحسن سہارنپوری عمر ۲۷ سال۔ وفات ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء۔ یہ
صاحب برادر محمد یمین کتب فروش کے بھائی ہیں ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو بعارضہ طاعون فوت
ہوئے پہلے امانتاً اور جگہ پھر ۲ سال کے بعد ۳۰ مارچ ۱۹۱۳ء کو بہشتی مقبرہ میں دفن کئے
گئے۔ مرحوم کو میں نے دیکھا ہے۔ اللہ کے لئے بہت بڑی دکان اور جائداد چھوڑ کر قادیان ہجرت
کر آئے تھے۔ بہت سیدھے سادھے اور نیک کردار تھے۔ اللہ تعالےٰ جنات میں درجے بلند کرے

(۶۱) مہراں والدہ نورالدین شیر محمد دوکانداران قادیان۔ عمر ۴۰ سال وفات یکم اپریل ۱۹۱۱ء
مرحومہ یکم اپریل کو بعارضہ طاعون فوت ہوئیں۔ بعد انقضائے میعاد دو سال ۱۴ اپریل ۱۹۱۳ء
کو مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ کی نیک کرداری ان کے بیٹوں کے حالات زندگی
سے ظاہر ہے

حصہ اوّل ختم ہوا

حصہ دوم کے قطعہ ششم کی چار قبروں کا حال تو لکھا جا چکا ہے

(۶۲) صاحب جان ہمشیرہ مولوی عبد السلام سکونت کاٹھگڑھ (ہوشیارپور) عمر ۲۸ سال
وفات ۵ دسمبر ۱۹۱۲ء۔ مرحومہ بیمار ہوکر قادیان میں آئیں۔ یہیں وفات پائی بہت مخلص
اور نیک تھیں۔

(۶۴۳) غلام احمدؐ ولد چوہدری علی محمد مرحوم۔ مقام چہور ضلع سیالکوٹ عمر ۳۶ سال وفات ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔ مرحوم اپنے گاؤں میں فوت ہوئے ۲ ماہ کے بعد انکی نعش مقبرہ بہشتی میں لائی گئی بڑے مخلص اور نیکوکار تھے۔

قطعہ ہفتم

(۶۴۴) ظہور النساء زوجہ وزیر خان صاحب سکونت بلب گڑھ عمر ۳۳ سال وفات ۱۸ مئی ۱۹۱۳ء مرحومہ ۲ ماہ تک بیمار رہیں۔ آخری دنوں میں وصیت کی۔ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے قرآن شریف سنتے ہوئے انتقال کیا

(۶۴۵) سید گلزار حسین ولد سید مہر شاہ سکونت بھیرہ عمر ۳۰ سال وفات ۲ جون ۱۹۱۳ء مرحوم میرے دوست تھے۔ کتابت کا کام کرتے تھے۔ بڑے شریف سلیم المزاج۔ خوشخو سفید پوشی میں غریبانہ گزارہ کرنیوالے تھے۔ اپنے اصلاح حال کی طرف بہت متوجہ رہتے اکثر صبح کیوقت مقبرہ بہشتی میں ٹہلتے نظر آتے اور مجھے کہا کرتے۔ کیا میری قسمت میں بھی اس پاک زمین کا کوئی ٹکڑا ہوگا۔ خدا نے انکی مراد پوری کی۔ سل کی بیماری میں وفات پائی غفر اللہ لہٗ۔

(۶۴۶) سکینہ بی۔ اہلیہ قاضی امیر حسین صاحب عمر ۲۵ سال۔ وفات ۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء صالحہ و مخلصہ تھیں۔ اپنے زیور کی وصیت کر رکھی تھی چار ماہ تپ دق سے بیمار رہکر وفات پائی

(۶۴۷) نتھو ولد عمر بخش آرائیں سکونت پھیرو چیچی (گورداسپور) عمر ۴۵ سال وفات ۳۱ اگست ۱۹۱۳ء مرحوم نے جون ۱۹۱۱ء میں وصیت کی تھی صالح آدمی تھے بیمار ہو کر قادیان میں آئے اور یہیں وفات پائی۔

(۶۴۸) شریف احمدؐ ولد جمال الدین سکونت سیکھواں عمر ۱۶ سال وفات ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء۔ یہ نوجوان مدرسہ احمدیہ میں تعلیم بھی پاتا رہا۔ اور یہاں رہنے کا بہت شوق رکھتا۔ بیماری کیوجہ سے گھر پڑا رہا۔ وہیں وفات پائی جنازہ یہاں لایا گیا

(۴۹) صالحہ بی بی بنت خیر الدین مرحوم سکونت سیکھواں عمر ۱۸ سال وفات ۲۲ ستمبر ۱۳ء مرحومہ نے اپنی وفات سے نو روز پہلے وصیت کی۔ یہ بڑے مخلص مرید خیر الدین صاحب کی لڑکی تھیں۔ خدا مغفرت کرے۔

بیاض امجد

۱۔ قرآن کریم | ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۲۔ احادیث | ۱۔ من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ ۲۔ دع ما یریبک الیٰ ما لا یریبک ۳۔ الاثم ما حاک فی صدرک ۔ ۴۔ استفت قلبک ولو افتاک المفتون

۳۔ مسیح موعودؑ | دین کو دنیا پر مقدم رکھو

۴۔ خلیفۃ المسیح | ۱۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۲۔ اور کلمات اذان پر علماً وعملاً زور۔ ۳۔ الحمد شریف پر تدبر ۴۔ نبی کریمؐ کے احسانات یاد کرکے انپر درود سلام برکات

۵۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب | ۱۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۲۔ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

۶۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب | ذکر الہٰی دو طور پر ہوتا ہے۔ (۱) اسکے اسماء اور صفات کے ساتھ اسکو پکارا جائے (۲) ہر ایک مقام اور حالت اور وقت کے متعلق ضرور ہی کوئی حکم الہٰی ہوتا ہے۔ خواہ وہ امر کی صورت میں ہو یا نہی کی رنگ میں تو اسکی بجا آوری کے خیال رکھنے کو ذکر الہٰی کہا جاتا ہے مومن کو چاہیئے کہ دونوں قسم کے ذکر الہٰی سے اپنے اوقات کو زندہ کرے۔ (۳) ایمان اور یقین کے پورا اور کامل کرنے والے امور کا بہت مطالعہ چاہیئے۔ کیونکہ سب طاقت اسی سے ہوتی ہے ۴۔ موت اور دنیا کی بے ثباتی کو بہت یاد رکھنا چاہیئے۔

۴۔ اور جہانتک ہوسکے دوسرونکی ہدایت اور دین کی امداد کو اپنا فرض قرار دو

۷۔ **مولوی شیر علی صاحب** ہر وقت دعا سے کام لینا چاہیئے۔ اپنے تئیں ہر لحظہ خدا تعالےٰ کی امداد کا محتاج سمجھ کر اور ہر ایک چیز کو اسی کی قدرت اور اختیار کی ماتحت سمجھ کر خدا تعالےٰ کی طرف ہر وقت رجوع رکھے۔ اور اسی کی امداد مانگتا رہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم اور پھر فرماتا ہے۔ کہ تجارت اور دنیا کا کاروبار انکو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔ اسی طرح جہاد کے وقت بھی خدا کو یاد کرنیکا حکم دیتا ہے۔ دعائیں مثلاً اسی قسم کی مانگا کرے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار۔ رب کل شیٔ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی۔ وارحمنی۔ اللّٰھم رحمتک نرجوا فلا تکلنا الیٰ انفسنا طرفۃ عین۔ ان دعاؤں میں جو ہر وقت اسکی زبان پر ہوں۔ درود شریف اور استغفار کی کثرت ہو جتنے تعلقات انسان کے زیادہ ہوں اتنی ہی دعا کی زیادہ تحریک ہوتی ہے اسلئے مجرد زندگی اور بے تعلقی روحانی ترقی کے لئے مفید نہیں۔

۸۔ **مولوی محمد علی صاحب ایم اے** دین کے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک وہ حصہ جو اللہ تعالےٰ کے حقوق کے متعلق ہے۔ اور دوسرا وہ حصہ جو اللہ تعالےٰ کی مخلوق اور اسی میں خصوصاً انسانوں کے حقوق کے متعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات سے جو کچھ تعلق کسی شخص کا ہے وہ مخفی ہے کوئی دوسرا اسپر اطلاع نہیں پا سکتا لیکن حقوق الٰہی اور انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق جو حصہ ہے وہ ظاہر ہے پس دنیا میں نیک نمونہ بننے کے لئے اپنے بھائیوں کے حقوق کا سب سے بڑھکر خیال رکھو۔ اخلاق کی درستگی اور انکا سنوارنا دین کا بڑا حصہ ہے۔ دین میں احسن وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو خلق میں احسن ہے پھر اخلاق میں سب سے بڑھکر ان لوگوں کے حقوق ہیں جو سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں۔ خیرکم خیرکم لاھلہٖ میں یہی راز مخفی ہے۔

۹۔ **شیخ یعقوب علی صاحب** (۱) ہمارے سرور کا چشمہ جناب باری ہو (۲) خدا داری چہ غم داری

۱۰۔ مرزا خدا بخش صاحب | فاستقم کما امرت فاصبر فان اللہ مع الصابرین۔

۱۱۔ مولوی صدر الدین صاحب | ۱۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ آنکھ کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور پوشیدہ سے پوشیدہ منصوبہ اور کارروائی کو جانتا ہے۔ انسان کو کسی وقت غافل نہ ہونا چاہیئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے احسانات بے انتہا ہیں۔ وہ اپنی ذات و صفات میں مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے۔ ذاتی کمالات کے لحاظ سے اسکی حمد اور اسکی تعریف ہونی چاہیئے۔ کیونکہ فطری طور پر انسان ہر کمال کی تعریف کرتا ہے۔ اسکے احسانات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محتاج دیکھتا ہے۔ اور اسی لئے اسکی عبادت اور فرمانبرداری میں اسکی رضا جوئی کے لئے زندگی بسر کرے۔ اور اسی کے احسانات میں سے ہے کہ اسنے اسلام جیسا مذہب اور رسول کریم صلعم جیسا نبی ہمیں عطا فرمایا جنھوں نے ہمارے لئے بڑے بڑے مصائب برداشت کئے۔ اور ہماری ہمدردی کے لئے الطف سے الطف قوانین دیئے۔ اور اسی لئے انپر درود شریف بھیجنا ضروری جانے۔ (۳) انسان اپنی کوتاہ اندیشی کیوجہ سے ابتلاء میں گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ کرے۔ محمد رسول اللہ صلعم کے ابتلاء و مصائب کو دیکھے کہ انکا نتیجہ کیا اعلیٰ ہوا۔ (۴) مصائب میں انسان فطرتاً کوئی دستگیر چاہتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ رسول کریم صلعم نے مذہب کا نچوڑ اس جملے میں بیان فرمایا ہے التعظیم لامر اللہ والشفقت علی خلق اللہ۔ سو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بعد اسکے احکام کی تعظیم کے بعد اپنے اوپر ہمدردی مخلوق لازم کرے۔

۱۲۔ الحمل | (۱) میرا خدا وہ خدا ہے۔ جو اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے میرے دلائل کا محتاج نہیں بلکہ وہ خود انی انا اللہ کہنے والا ہے (۲) میرا پیشوا وہ نبی ہے جو اپنی صداقت کے لئے آفتاب آمد دلیل آفتاب خدا کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہو۔ تو نبی کریم صلعم میں دیکھو (۳) نبی کریم صلعم کو دیکھنا چاہتے۔ تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں دیکھو (۴) تمام مشکلات و مصائب والے وقتوں میں "دعا" مومن کے لئے ایک قوی حربہ ہے۔ (۵) تم محبت سے تمام جہان کو فتح کر سکتے ہو (۶) محبت جنت کی کلید ہے پر اسکا غلط استعمال نہ ہو (۷) بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

تعزیہ داری ایران

تھوڑا عرصہ ہُوا کہ سلسلہ تحقیق واقعات کربلا میں مجھ کو یہ خیال دامنگیر ہُوا تھا۔ کہ ایران کی تعزیہ داری کے حالات معلوم کئے جائیں۔ ہمارے ملک میں غالباً بہت کم لوگوں کو اسکا علم ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) سب سے پہلے بعض کابلی سرداران محمد زئی سے سنا۔ کہ گزشتہ شورش افغانستان کے موقعہ پر جب انکو کابل سے فرار ہونا پڑا۔ تو ایران میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور چند سال تک شاہ ایران کے زیر سایہ اوقات بسر کرتے رہے۔ وہاں انہوں نے جو حالات چشم دید دیکھے اور بیان کئے وہ مختصراً یہ ہیں۔ کہ خاص طہران میں ایک شاہی امام باڑہ ہے۔ جس کو وہاں کے لوگ تکیہ دولتی کہتے ہیں۔ عشرہ محرم میں اس تکیہ میں خود بادشاہ ایران اور اراکین سلطنت جمع ہوتے۔ یہ تکیہ ایک نہایت عظیم الشان اور وسیع عمارت ہے۔ اس موقعہ پر ہم کو بھی اس تکیہ میں حاضر ہونیکی اجازت دیجاتی تھی۔ شاہی باجہ بھی موجود ہوتا تھا۔ اس میں واقعات کربلا کو نقل کر کے دکھایا جاتا تھا۔ کسی آدمی کو امام حسینؑ بنایا جاتا۔ کسی کو عباس علمدار کسی کو شمر۔ اور اسیران اہلبیتؑ کی نقل بھی اتاری جاتی تھی۔ اونٹ لائے جاتے اور انپر قیدیوں کو سوار کیا جاتا۔ غرض تمام حالات کو اسی طرح نقل کر کے دکھلاتے تھے۔

(۲) اسکے بعد مجھ کو فضیلت مآب ایڈورڈ براؤن صاحب پروفیسر عربی کیمبرج یونیورسٹی کی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا کی ایک جلد کے دیکھنے کا اتفاق ہُوا۔ جس سے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو گئی۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ طہران کے جنوب میں ایک پہاڑ ہے جس کو کوہ بی بی شہربانو کہتے ہیں۔ اکثر عورتیں نذر و نیاز کے لئے اس پہاڑ پر جایا کرتی ہیں۔ اور شہربانو ان دلگداز تعزیہ (یعنے محرم کے ناٹک) کے ہیروز میں سے ایک ہے۔ جو ایران کے ہر دیہ و قصبہ میں ہر سال ہوتے ہوئے ناظرین کے انبوہ میں دکھلائے جاتے ہیں آگے

لکھتے ہیں۔ کہ جب شہر بانو کا ڈراما دکھلایا جاتا ہے۔ تو ایکٹر اسکا پارٹ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتا ہے ؎

زنسل یزد جرد شہریارم — زنوشیرواں بود اصل نژادم
در آں وقتیکہ بختم کامراں بود — بد آں شہرے ام اندر مکاں بود
شبے رفتم بسوے قصر بابم — بیامد حضرت زہرا بخوابم
بگفت اے شہر بانو باصد آئیں — ترا من بر حسینؑ آرم بہ کابین
بگفتم من نشستہ در مدائن — حسینؑ اندر مدینہ ہست ساکن
محال است ایں سکوں فرمود زہرا — حسنؑ آید بہ سرداری دریں جا
تو میگردی اسیر اے بے قرینہ — برندت از مدائن در مدینہ
بہ فرزندم حسینؑ پیوند سازی — مرا از نسل خود خورسند سازی

پروفیسر صاحب نے یہ اشعار ایک خاص ڈراما کی کتاب سے نقل کئے ہیں جسکا نام قصہ غائب شدن شہر بانو اور مطبوعہ طہران ہے اسکے آگے شہر بانو کے اسیر ہو کر بحالت اسیری حضرت عمرؓ کے آگے پیش کئے جانیکا ذکر ہے مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصل کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد ۲ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲

اسی دھن میں مینے بعض دیگر محققین یورپ کی تحریروں کو بھی اس بارہ میں دیکھا۔ اور ابھی دیکھ رہا ہوں۔

(۳) سر دست کتاب انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا سے ایک مقام کا ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ایشیا کی دوسری زیادہ مہذب اقوام میں ڈراما (ناٹک) کا یا تو سرے سے رواج ہی کم ملتا ہے یا اگر ملتا ہے تو آخری زمانہ میں آکر۔

اصل آریہ نسل والے ایرانیوں کے ہاں انکے وسیع لٹریچر میں ڈرامے کا کچھ نشان نہیں پایا جاتا۔ لیکن پچھلے زمانہ میں آکر قومی عروج کے پہلو بہ پہلو دو قسم کے ڈراموں کا رواج نظر آنے لگا ہے۔ جو نوعیت میں ایکدوسرے سے بہت کچھ مختلف بھی ہے یعنی (۱) مذہبی ڈراما

یا مسٹری اور (۲) ہرولعزیز کامیڈی یا نقالی۔ اول الذکر قسم کے متعلق خاص دلچسپی روز افزوں ہے

تعزیہ۔ ایرانی تعزیوں (یعنے رنج وشکایات) کے سب مضامین کا ماخذ مذہبی تاریخ ہے اور اسکا تعلق کم وبیش جناب علیؑ کے خاندان کی شہادت کے ساتھ ہے

ان واقعات یا نظاروں کی نقل ماہ محرم کے عشرہ اول میں دکھائی جاتی ہی جب کہ مشہور فرقہ شیعہ کے لوگ تمام ایران اور ہندوستان میں جہاں مسلمان آبادی ہے حضرت رسول کریمؐ اور اور انکی صاحبزادی فاطمہؓ اور جناب علی کی شہادت جو کمینہ پن کے ساتھ عبادتگاہ میں واقعہ ہوئی۔ اور انکے حلیم مزاج بیٹے امام حسنؑ کی اور پھر امام حسن کے بہادر بھائی امام حسینؑ کی کبھی نہ بھولنے والی شہادت جو کربلا کے خونی میدان پر ۶۸۰ء میں واقعہ ہوئی۔ یادگار مناتے ہیں۔

سولہویں صدی کے آغاز میں ایران میں شیعوں کی مددگاری سے جب صفویہ خاندان کے پاؤں جم گئے۔ تو شیعیان حسینؑ نے سرکاری منظوری بھی حاصل کرلی۔ جو ابتک بدستور چلی آتی ہے۔ اسطرح پر ان تعزیوں کی نقل اور اسکے متعلق مصارف کو شعار دیں۔ اور شرعی حیثیت سے قابل تعریف فعل خیال کیا جاتا ہے

ان کا اہتمام اکثر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یا دوسرے صاحب ثروت لوگوں کی طرف سے۔ مدعا اس سے لوگوں کا خوش کرنا ہوتا ہی یا رضامندی الہی کا حاصل کرنا

یہ کام مسجد اور محلات اور کاروان سراؤں کے صحنوں کے اندر اور اطراف میں عارضی مکانوں کے اندر جو اسی مطلب کے لئے بنائے جاتے ہیں عموماً اصفہان کے باشندے کرکے دکھلاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہی کہ انیسویں صدی عیسوی سے پیشتر نہیں۔ بلکہ اسکے آغاز میں بھی تعزیے ابھی تک صرف شہداء کے فضائل والے اشعار یا مرثیوں تک محدود تھے جس کو وہی اشخاص پڑھتے تھے۔ جو درحقیقت اُن (شہداء) کے پسماندگان ہوتے تھے (یعنے سادات) مگر ٹھیک

جس طرح اہل یونان نے مل کر گانے والے گیتوں میں سے رفتہ رفتہ ایسے مکالمے نکال انکا اگر یونانی ٹریجیڈی (ناٹک حسرت انجام) بنالی جو پہلے پہل ان گیتوں کا صرف ایک فروعی نتیجہ تھا۔ اور اسی مکالمے نے بعد کو مکمل ڈرامے کی صورت اختیار کر لی۔

قدیم عیسائیوں کی اصطلاح میں بزرگوں کے کارنامے دکھلانیوالا ناٹک

ایسا ہی امام حسن و امام حسین کے مریکل پلے جیسے کہ ہم انکو نامزد کر سکتے ہیں۔ ڈراما کے کھیلوں کا پورا پورا نمونہ ہوگئے ہیں۔

منجملہ ان کھیلوں کے الیگزنڈر چوزکو اور سر لیوس پیلے کی حسن مساعی سے ابتک ۵۲ کھیلیں معرض تحریر میں آگئی ہیں۔ اور ان میں سے ۳۷ ترجمہ ہو کر شائع بھی ہوگئی ہیں۔ اور یہ امر عیاں ہر کہ جو ناٹک بطور تعزیوں کے دکھلائے جاتے ہیں۔ انکی وسعت کی کوئی حد و نسبت نہیں۔ مثلاً امام حسین کی مصیبت زدہ لڑکی کے ساتھ قاسم کی شادی۔ اس کھیل کے ابتداء میں حسب معمول ایک روضہ خوان (مرثیہ خوان) تقریباً پیشوائے دین کی حیثیت میں اور جسکو آل رسول میں سے ہونیکا دعوی ہوتا ہے۔ سامعین کو اس واقعہ کے متعلق پر سوز اور رقت انگیز لہجہ میں کچھ نظم یا نثر سنا کر جوش میں لاتا ہے لیکن اصل ڈراما کے کرانے سے پہلے ہر رسم بطور ایک تمہید کے ہوتی ہے۔ جس میں اس پاک تذکرہ کے سبب یا انجام کا بیان ہوتا ہے۔

مثلاً پہلے امیر تیمور کا پارٹ جس میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے اور انتقام کے لئے بے چین دکھایا جاتا ہے۔ یا یوسف علیہ السلام اور انکے بھائیوں کی دغابازی کا پارٹ جس سے جناب علی اور آپ کے صاحبزادوں کے ساتھ درد سری کی بدسلوکی کا نقشہ دکھلانا مقصود ہوتا ہے۔

اصل واقعہ کے دکھلائے جانیکے بعد امام حسین دعا مانگتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن گنج شفاعت کی کلید ہمارے ہاتھ میں دیجائے

آخری کھیل میں آپکی دعا کی مقبولیت کا سین (نظارہ) دکھایا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ جنت

فردوس کا دروازہ پہلے ان انصار کے لئے کھولا جاتا ہی جنھوں نے جناب سید الشہدا کی نُصرت کی تھی۔ یا اُن کے لئے جنھوں نے اس مظلوم کے لئے ایک آدھ آنسو بہایا ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ پیچ در پیچ اور محنت سے تجویز کیا ہُوا اظہار غم کا طریقہ ایسا عجیب ہے۔ کہ کسی تاریخ یا مذہبی ڈراما میں اسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ نہ صرف بلحاظ طوالت اور عظیم الشان سلسلہ واقعات کی تدریجی ترقی کے بلکہ اس لحاظ سے کہ ایک بڑے مذہبی فرقہ کی پرجوش روایات پر مبنی ہے۔ اور اسلئے بھی کہ دشمنوں کے ظلم پر دیرینہ ناراضگی و نفرت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ .... باقی آیندہ

نوٹ۔ اصل مضمون تو بہت طویل ہوگا مگر اس مختصر سے بھی ناظرین سمجھ جائینگے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کے تعزیہ داروں کو اگر پوری آزادی ملجائے۔ تو انکا ولولہ شوق کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ اس سرزمین ایران کے کوائف ہیں۔ جہاں شیعوں کی سلطنت ہے۔ جہاں محلہ محلہ میں مجتہد اور علمائے دین موجود ہیں۔ ان کوائف کو دیکھکر ہندوستان کی تعزیہ داری کی وقعت ہی نہیں باقی رہتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تعزیہ داروں کا کچھ مذاق ہی گرا ہُوا ہے۔ بہتر ہو کہ ایران کی طرح یا تو کھلم کھلے ڈرامے کی صورت اختیار کیجائے۔ یا یہ ذوالجناح اور تابوت اور علم بھی موقوف کرکے خالص مجلس تعزیت پر اکتفا کی جائے۔ آیندہ اختیار۔

(خاکسار خادم حسین خادم بھیروی)

بعثت مرسلین وانجام مکذبین

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ
ہائے افسوس بندوں پر جب انکے پاس کوئی پیغمبر آیا۔ اُس سے ٹھٹھا کرنے لگے

چودہویں صدی کا مجدد

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ احمد ن المجتبیٰ وعلیٰ الہ الاصفیاء واصحابہ الاتقیاء وعلیٰ سائر الاولیاء والمجددین رحمۃ اللہ علیھم اجمعین

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو وے کہ جناب مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے مطابق حدیث رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی ہر صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ ایک مجدد اپنی طرف سے مبعوث کر کے بھیجا کریگا۔ جو تمام مذاہب باطلہ کے ظلمات کو دور کیا کریگا۔ اور دینِ اسلام کو منور اور روشن کیا کریگا۔ اور ہزاروں لوگ ہدایت پایا کرینگے۔ اور بدعتی لوگ جو دین اسلام میں خرابیاں ڈالینگے۔ ان تمام کا تدارک کر کے دینِ اسلام کو تروتازہ کیا کریگا۔ چودہویں صدی کا مجدد ہونیکا دعوےٰ کیا۔ اور صلیب پرستوں کو بذریعہ تحریر و تقریر شکست دیکر بمطابق حدیث محمد صلعم (عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماماً مھدیاً وحکماً وعدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و تضع الحرب اوزارھا وغیرہ یعنی آنیوالا مسیح موعود ہی مہدی ہوگا) امام مہدی و مسیح موعود ہونیکا دعوی کر کے کہا کہ اس زمانہ میں تلوار کیساتھ جہاد حرام ہے۔ ہاں قلمی و لسانی جائز ہے۔ اور اسی سے دینِ اسلام زندہ ہوگا اور قرآن و حدیث سے ثابت کیا کہ مسیح ابن مریم تمام رسولوں کی طرح فوت ہو گئے ہیں۔ نہ کوئی آسمان پر جسم خاکی کیساتھ گیا ہے اور نہ ہی نازل ہوگا۔ ایلیا نبی کے آسمان پر جانے اور نازل ہونے کے نقشے سے مسیح کا روحانی طور پر جانا اور آنا ثابت کر دیا اور کہا ؎ ابن مریم مرگیا حق کی قسم ۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم - اور مطابق

حدیث! جو بغیر امام کے مرگیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جس شخص نے اطاعت امام زمان سے ہاتھ اٹھا رکھا۔ قیامت میں ایسی حالت میں اٹھیگا۔ کہ اسکے پاس بریت کی کوئی حجت نہ ہوگی) فرمایا کہ میرا منکر مردود ہے۔ اسکو ضرور مواخذہ ہوگا۔ میرے معجزات و نشانات کے انکار سے سب انبیاء کی معجزات و نشانات سے انکار کرنا پڑیگا۔ میرے آنیکی خبر تمام انبیاء نے دی ہے اور میرے آنیکا زمانہ تمام نبیوں و قرآن شریف نے بتایا ہوا ہے۔ اور مطابق آیت وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون) یعنی جب کبھی ہم کسی بستی میں کوئی رسول بھیجتے ہیں۔ تو وہاں کے رہنے والوں کو قحط و بیماری کیساتھ پکڑتے ہیں۔ اور ہماری غرض اس پکڑنے سے یہ ہوتی ہے کہ لوگ تضرع و عاجزی کریں) فرمایا کہ قحط اور طاعون ملک میں میری تکذیب کیوجہ سے خداوند غیور نے بھیجا ہے۔ محمد رسول اللہ سے فیضیاب ہوکر اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے قولی و فعلی طور پر ثابت کردیا کہ آپ واقعی اللہ تعالٰے کی طرف سے حکم ہو کر آئے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی کا فخر کرتے ہوئے فرمایا ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✿ اس سے بہتر غلام احمد ہے ؎ اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ✿ عیسٰی کجا است تا بنہد پا بمنبرم ؎ الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمد مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر آئینہ۔ منہ

خدا کے مرسل کی مخالفت

امخالفین نے بہت ستایا۔ تو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ماتحت فرمایا کہ میرے منکروں بلکہ مترددوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ سکھوں اور انگریزوں کی بادشاہی کا مقابلہ کر کے انگلش گورنمنٹ کو رحمت الٰہی ثابت کر کے انگریزی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اور پادریوں کو دجال لکھا۔ بروقت استماع اس بیان لطیف کے بعض مفسدان دین اور حاسدان مبین نے ناواقف علماء امصار و دیار کو حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کا الٹا نقشہ دکھلا کفر کا فتوٰی لگا دیا جدول سے حضرت مسیح موعود کے پیروؤں (احمدیوں) کو علیحدہ کر دیا۔ اور فتوے تصدیق کنندگان سے اتنا نہ ہوسکا کہ مدعی سے اسکا مدعا تو پوچھ لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم (ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعٰی فی خرابھا) اور کون ہے بہت ظالم

اس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں سے کہ ذکر کیا جاوے بیچ اُنکے نام اسکا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے انکے کے کی کچھ قدر نہ کی اور ظالم بنگئے۔

ظالم کے لئے کیا وعید ہے؟

واللہ علیم بالظّٰلمین۔ اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو جانتا ہے۔ واللہ لا یھدی القوم الظّٰلمین۔ اور اللہ تعالےٰ ظالمونکی قوم کو راہ نہیں دکھاتا وما للظّٰلمین من انصار۔ اور ظالموں کیواسطے کوئی مدد دینے والا نہیں ہے۔ واللہ لا یحب الظّٰلمین۔ اللہ ظالمونکو دوست نہیں رکھتا۔ ومأوٰھم النّار وبئس مثوی الظّٰلمین اور جگہ انکی آگ ہے اور بری ہے جگہ رہنے ظالمونکی انّہ لا یفلح الظّٰلمون تحقیق نہیں چھٹکارا پاتے ظالم۔ ولکنّ الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون۔ ولیکن ظالم اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہیں فقطع دابر القوم الّذین ظلموا۔ پس کاٹی گئی جڑ اس قوم کی کہ ظلم کرتے تھے لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین الّذین یصدّون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجًا وھم بالاٰخرۃ کٰفرون۔ لعنت خدا کی اوپر ظالموں کے جو لوگ کہ بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اسکے کجی ساتھ آخرت کے کافر ہیں۔ فانظر کیف کان عاقبۃ الظّٰلمین۔ پس دیکھو کیونکر انجام ہوا ظالمونکا

حق کے دشمنوں کا انجام

اے پیارے ناظرین! مندرجہ بالا آیات قرآنی سے آپکو واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ ظالم کن کو کہتے ہیں اور ظالموں کی سزا کیا ہے۔ اور جنھوں نے احمدیوں کو مسجدوں سے باہر نکالا ہے۔ وہ خود اللہ تعالےٰ کے فتوے کے نیچے آکر مسجدوں سے نکالے جارہے ہیں۔ ہر طرف سے خود آوازیں دیکر کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم مسلمان نہیں رہے۔ اور کوئی راہ انکو دکھائی نہیں دیتی اور نہ کوئی انکا مددگار ہے۔ اور بہتیرے روتے ہیں۔ لیکن اللہ انکی نہیں سنتا ؎

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

اللہ نے انپر ظلم نہیں کیا۔ انھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور جگہ انکی آگ یعنی یہی

دنیا مصیبتوں کا گھر ہوگیا ہے کیوں ایسا حال ہوگیا ہے محض اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانی پیارے محمد رسول اللہ کی پیشگوئی یعنی حضرت مرزا غلام احمدؐ کی بعثت کو جھوٹا ٹھہرایا ہے۔ اور فتوے لگوانے والونکی جڑھ کاٹی گئی ہے۔

احمدی علماء مثلاً صاحبزادہ صاحب عبداللطیف وغیرہ کو جان سے مارنا یا حضرت مرزا صاحب کو ہر طرح کی تکلیف دینا اور مقدمے چلانا اور احمدیوں کو دکھ دینے کی کوشش کرنا مخالفین کا کوئی نیا کام شیطان کی شاگردی سے نہیں ہے بلکہ بجائے افسوس کے ایمانداروں کے لئے باعث خورسندی وموجب ازدیاد ایمان ہے اسواسطے کہ یہ صورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ۔ اماموں ولیوں اور جملہ مرسلوں پر گزری ہے۔ قرآن شریف کے پڑھنے والونکو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ جب کسی نبی نے دعویٰ کیا۔ فوراً زمانے کے لوگوں میں سے جھٹلانیوالے کھڑے ہو گئے۔ آخر پیغمبروں کو فتح ہوئی اور مکذبین ہلاک ہو گئے۔ اور انکا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں رہا۔ اور سرکشوں کے نام پر آجتک کسی نے یہ پسند بھی نہ کیا۔ کہ اپنے بیٹے کا نام رکھے۔ کیا کبھی کسی نے ابلیس۔ نمرود۔ فرعون ابوجہل اپنے لڑکے کا نام رکھا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسکے مقابلہ پر ابراہیم موسیٰ۔ محمد نام ہی تجویز کئے جارہے ہیں۔

نبیوں کے سردار کی مخالفت

جناب سید الکونین رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلعم نے اپنے پیرووٴں کو احکام دین اسلام کی تعلیم فرمائی۔ تو وہ لوگ حسب الحکم حضور کے جملہ احکام پر من دھن سے کاربند ہو گئے۔ اور نیز آنحضرت نے بحکم الٰہی کفار کی بُت پرستی کے عیب اپنے تابعداروں کے آگے بیان کرنے شروع کئے۔ تو سرداران کفار نے عداوت کی تلوار کھینچی اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کی۔ بلکہ ابولہب و ابوجہل دعوت کے وقت جاتے تھے پیچھے سے تیر چلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے۔ غرض دس سال تک مکہ میں جب سے دعوت برملا شروع ہوئی۔ سخت سے سخت ایذائیں طرح طرح کی بے ادبیاں اور انواع واقسام کی تکالیف پہنچائیں۔ اور القاب مانند ساحر۔ شاعر اور مجنون کے حضرت کو دیئے گئے۔ اور غریب اصحاب کرام پر طرح طرح کے عذاب

گزرے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب ظلم حد سے زیادہ ہونے لگے تو حضرت نبی کریم نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکمدیا تو رجب کے مہینے میں گیارہویں تاریخ گیارہ مرد اور چار عورتیں حبش کی طرف ہجرت کر گئے جب قریش نے مکہ میں حد سے زیادہ سختی کی۔ تو غریب اصحاب حضرت کی اجازت سے مدینے کو ہجرت کر گئے بعد اسکے حضرت عمر بھی بیس جوان لیکر مدینہ کو گئے۔ قریش کے کافروں نے تشویش کی کہ ایسا نہ ہو۔ محمد رسول اللہ بھی انکے ساتھ جا ملیں۔ انکے مشورہ کرنے کے بعد ابوجہل ملعون بولا۔ کہ سب ملکر محمد رسول اللہ کو خوابگاہ میں قتل کر ڈالیں۔ اسی وقت رب العالمین نے جبرئیل امین کو سید المرسلین کے پاس بھیجا۔ اور قریش کے مکر سے اطلاع دی۔ پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ کو اپنی خوابگاہ میں چھوڑو۔ اور آپ مدینہ کو تشریف لیجاؤ۔ کافر تو حضرت کے قتل کے ارادہ سے گھر کے آس پاس چھپ کر بیٹھے۔ رسول اللہ صلعم نے علی مرتضیٰ کو یہ احوال کہکر اپنی جگہ پر چھوڑا۔ اور فرمایا کہ آپکو ایذا کچھ نہ دے سکینگے۔ علی مرتضیٰ خوابگاہ رسول اللہ صلعم میں خداوند کریم حافظ و ناصر پر بھروسہ کر کے بیخطر لیٹ رہے۔ اور حضرت انکے حق میں دعا کر کے گھر سے باہر نکل گئے۔ کافر انکے انتظار میں تا اپنی قسمت کے خواب غفلت میں رہے۔ اور اللہ کریم اپنے پیارے مرسل کو انکی آنکھوں میں خاک ڈالکر باہر لے گیا۔ اور حوصلہ افزائی میں فرمایا۔ کہ تجھ سے پہلے سب پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔

اولیاءِ امت کی مخالفت

برگزیدہ ولیوں کے حال ملاحظہ فرمائیے۔ کسقدر صعوبتیں انکو اٹھانی پڑی ہیں۔ ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ کو سات بار انکے شہر سے نکالدیا گیا۔ اور جب مقامات انبیاء اور اولیاء کے علوم میں کلام کیا جن کو انکے شہر والے نہیں جانتے تھے تو حسین بن عیسیٰ بسطامی نے اسکا انکار کیا۔ یہ شخص امام ناصیہ اور علم ظاہر میں وہاں کا مدرس تھا اسنے اہل نظام کو حکمدیا۔ کہ ابویزید کو بسطام سے نکالدیں۔ انہوں نے انکو نکالدیا۔ یہ بسطام کو نہ گئے۔ مگر بعد موت حسین مذکور کے لوگ ان سے مالوف ہوگئے۔ انکی تعظیم کی۔ ان سے برکت حاصل کرنے لگے پھر حسین کے بعد اسکا قائمقام ایکدوسرے کے بعد ہوتا رہا اور انکو نکالتا رہا۔ لوگ انکی

تعظیم کرتے رہے اور آجتک انکا نام ادب کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ۔ لوگوں نے بعض حکام سے انکی چغلی کھائی۔ طوق بیڑیاں ڈال کر انکو مصر سے بغداد لے گئے۔ انہوں نے خلیفہ سے کلام کیا۔ خلیفہ کو انکی باتیں پسند آئیں کہا اگر یہ شخص زندیق ہے تو روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں۔ ایکبار فقہائے عجم نے ان پر تعصب کیا۔ کشتی میں سوار ہوئے۔ تاکہ سلطان مصر کے پاس جاکر انپر کفر کے فتوے دیئے۔ لوگوں نے اس امر کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا یا الٰہی اگر یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ تو تو انکو غرق کر دے۔ کشتی الٹ گئی لوگ دیکھتے رہے کشتی والے ڈوب گئے یہانتک کہ کشتی کا رئیس بھی ڈوب گیا۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ وہ کیوں غرق ہوا فرمایا کہ اسنے فساق کو سوار کیا تھا۔

سمنون رضؓ کو سخت ایذا پہنچی۔ ایک عورت نے انپر دعوے کیا کہ وہ اسکو چاہتے تھے۔ اور یہ حرام کرنے سے انکار کرتی تھی۔ خلیفہ نے سمنون رضؓ اور انکے اصحاب کے قتل کا حکم دیا۔ ان میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض کئی برس تک چھپے رہے۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے اس فتنہ کو ان سے دور کیا۔ مرنے پر لوگوں نے جنازہ بھی نہ پڑھا۔ ..

ابو سعید خزار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگوں نے متہم کیا۔ انکے کتب میں بعض الفاظ کو اپنی رائے کے خلاف پاکر علمائے وقت نے انکی تکفیر کا فتوے دیا

سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو انکے شہر سے بصرے کی طرف نکالدیا۔ بری بری باتیں انکی طرف منسوب کیں یہانتک کہ بصرہ میں جاکر انکی وفات ہوگئی۔ باوجود انکے علم و معرفت کے انکے ساتھ یہ برتاؤ کیا یہ کہتے تھے کہ ہر سانس میں بندہ پر توبہ فرض ہے۔ صرف اتنی بات پر فقہاء نے انپر تعصب کر کے فتوے لگا دیئے تھے۔

شیخ عبد اللہ بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کو جبکہ انہوں نے کہا کہ میں حالت بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہوں۔ تو انپر رد کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی۔ پھر یہ اپنے گھر میں رہے۔ صرف جمعہ کے لئے اپنے گھر سے نکلتے۔ یہانتک کہ انکا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ

حکیم ترمذی صاحب نوادر الاصول رضی اللہ عنہ کو جب کہ انھوں نے کتاب علل الشریعۃ اور کتاب ختم الاولیاءؒ تصنیف کی تو انکو بلخ کی طرف نکالدیا گیا۔ اور کہا گیا کہ تو نے اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دی ہے اسی باعث سے انپر سختی کی۔ تمام کتب جمع کرکے انکی دریا میں ڈالدیں۔

ابو عثمان مغربی رضہ کو باوجود انکے مجاہدات و تمام علم وحال کے مکہ سے نکالدیا۔ علوینے انکے سر اور کاندھو پر مارا۔ اسکے بعد اونٹ پر بٹھا کر مکہ کے بازاروں میں انکی بعزتی کی۔ انہوں نے بغداد میں اقامت اختیار کی۔ مرتے دم تک وہاں ہی رہے ؛

سبکی رضہ باوجودیکہ علم کامل رکھتے تھے۔ مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ مرتے دم تک متبع سنت رہے۔ پھر بھی کئی بار لوگوں نے انپر کفر کی شہادت دی۔ یہانتک کہ جو لوگ ان سے محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے انکی خلاصی کے لئے انپر جنوں کی گواہی دی۔ شفاخانے میں انکو داخل کیا۔ مشائخ بغداد میں سے آپ تھے۔ ابو الحسن خوارزمی نے انکی شان میں لکھا۔ کہ اگر اللہ کے لئے کوئی جہنم نہیں ہے تو بسبب سبکی ضرور جہنم پیدا کریگا یعنی لوگوں نے انکو ایذا دی ہے۔ انپر انکار کیا ہے۔ باطل انکی تکفیر کی ہے۔ اللہ تعالےٰ مخالفین کو ضرور جہنم میں ڈالیگا۔ اور اگر سبکی جنت میں داخل نہ ہونگے تو کوئی بھی نہ ہوگا۔

امام ابو بکر نابلسی رحمہ اللہ علیہ عالم فاضل زاہد اپنے طریقہ پر مستقیم تھے باوجود اس کے اہل مغرب نے بیڑیاں ڈالکر مغرب سے مصر کی طرف انکو نکالدیا۔ بادشاہ کے پاس انپر شہادتیں دی انہوں نے اپنی بات سے رجوع نہ کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو قتل کردو۔ پھر کھال کھینچو۔ وہ بیچارے قرآن شریف پڑھتے جاتے تھے۔ اور لوگ مارتے تھے

ابو القاسم نصر آبادی رضہ کو باوجود صلاح و زہد و اتباع سنت کے بصرے سے نکالدیا۔ انکے کلام و احوال کا انپر انکار کیا گیا۔ پھر یہ ہمیشہ تا دم مرگ۔ بیچارے حرم میں رہے۔

امام غزالی رضہ کو کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ انکی تکفیر میں کتاب احیاء العلوم کو جلا دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے لوگو پر انکو فتح دی۔ احیاء العلوم کو سونے کے پانی سے لکھا۔ قاضی عیاض ابن رشید

نے آپکو سخت تکلیف دی۔ امام صاحب نے بددعا کی تو عیاض یکایک حمام میں گر کر مر گیا۔ قاضی کے شہر والوں نے دعویٰ کیا کہ وہ یہودی ہیں کیونکہ وہ ہفتے کے دن باہر نہیں نکلتے تھے۔ اور کتاب شفاء تصنیف کیا کرتے تھے۔ مہدی نے بسبب بددعا کے انکو قتل کر ڈالا۔

شیخ ابو الحسن شاذلی رض کو معہ انکی جماعت کے بلاد مغرب سے نکالدیا پھر بادشاہ سکندریہ کو لکھا کہ آپکے پاس ایک مغربی زندیق آنے والا ہے۔ اس کو اپنے بلاد سے نکالدو۔ تم اسکی ملاقات سے بچو۔ یہ ہمیشہ ایذا میں رہے یہانتک کہ یہ لوگوں کے ساتھ ان سالوں میں حج کے لئے گئے جن میں کثرت قطاع الطریق کیوجہ سے حج موقوف ہو گیا تھا پھر بعد میں لوگ انکے معتقد ہو گئے شیخ محی الدین عربی ابن عربی شیخ عمر بن فارض رضی اللہ عنہما سے لوگ ہمیشہ منکر رہے ہیں حضرت امام بخاری کو صرف اسلئے بادشاہ نے نکالدیا کہ امام علیہ الرحمہ نے بادشاہ کے گھر پر جا کر الٰہی کلام پڑھانا منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ لڑکا میرے مکان پر آکر علم حاصل کرے۔ اس پر بادشاہ نے تکبر میں آکر انکو شہر بدر کر دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام مالک و حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد رضی اللہ عنہم پر اور انکے امثال پر جو کچھ ایذائیں و تکلیفیں گزریں۔ وہ مشہور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کیساتھ بدعتیوں نے کیسی کیسی شرارتیں کیں کہ مکہ شریف سے چاروں مذاہب کے مفتیوں نے بتیس ۳۲ فتوے انکے کفر کے لکھوائے۔ ان بزرگوں کو اس سے کچھ ذلت نہ ہوئی کیونکہ وہ مجبور و مظلوم تھے۔ دیکھو ان ائمہ متقدمین و متاخرین پر کیا کیا تہمتیں لگائی گئیں کیسی کیسی افترا پردازیاں ہوئیں مگر حسب حیثیت مشن کو لیکر آئے۔ اللہ تعالیٰ کی برکت سے اچھی طرح پورا کیا۔ پیرو انکے دین حق پر ثابت رہے۔ ایمان کو بچایا۔ اور مردار دنیا کی طرف رغبت نہ کی۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں رسولوں کو مبعوث کرنے اور زمانے کے لوگونکے مقابلہ کرنیکے حالات کو بیان فرما کر فرماتا ہے دیکھو جنھوں نے صادقوں کا مقابلہ کیا۔ انکا نام و نشان نہیں رہا۔ اور پھر فرماتا ہے۔ ان مثالوں کو ہم لوگوں کے

واسطے بیان کرتے ہیں نہیں سمجھتے ہیں انکو مگر عالم لوگ

برادرانِ سلسلہ سے خطاب

پس اے احمدی برادران! اگر کسی کو کوئی ابتلا یا تکلیف پہنچے۔ تو اسے چاہیئے کہ گھبراوے نہیں بلکہ قدم آگے بڑھاوے۔ میرا یہ ایمان ہے۔ کہ آدمی بغیر ابتلا یا تکلیف کے مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ عبادت میں مزا آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جو مسلمان ہوئے ہیں خیال کیا ہے کہ بس اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جائینگے" سو بزرگان جماعت بغیر موت بہشت نہیں ملتا۔ اصحاب کبار مندرجہ بالا سے سبق سیکھو۔ صابر بنو جزع وفزع کو راہ نہ دو۔ معیت الٰہی کا خیال رکھو۔ امام ہمام کی تعلیم پر چل کر صبر سے گوئے سبقت لیجاؤ۔ ان اللّٰہ مع الصّابرین کو پیش نظر رکھو۔ وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایٰتنا یوقنون کی پیشگوئیوں و وعدہ کو پورا ہوتے دیکھکر خوش ہو۔ اللہ تعالےٰ صابرونکو خوشخبری یوں فرماتا ہے وبشر الصّابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون (ترجمہ) خوشخبری سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب انکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ تعالےٰ کے مال ہیں۔ اور ہمکو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انپر شاباشیاں ہیں انکی رب کی اور مہربانی

اگرچہ مخالفین نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو اور انکی جماعت کو تکلیفیں دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور بباعث ادا کرنے فعل حمیدہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احمدیوں کو مسجدوں اور گاؤں وقصبوں اور شہروں سے ازروئے حسد کے خود خارج کیا یا خارج کروایا تو جائے افسوس نہیں بلکہ جائے خوشی ہے اسواسطے کہ بسبب ادا کرنے انہیں افعال حمیدہ کے رسول پاک صلعم کے اصحاب میں سے بہتوں کو ستایا گیا تھا۔ آنحضرت صلعم اور اصحاب کبارؓ کو مکہ شریف سے نکالدیا۔ اور انکے بعد ان متذکرہ بالا بزرگان وعلماء صالحین اور اولیاء کاملین پر جن کے چند نام تفصیل وار گزرے ہیں بباعث صادر ہونے کرامات و

افعال حمیدہ کے بیخبر علمائے زمانہ نے کفر کے فتوے تصدیق کئے۔ اور بلا تحقیق اپنے علاقوں سے خارج کروادیا۔ اب حسب سنت مذکورہ کے معلوم ہوا۔ کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں حضرت محمد رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا اور وہ لوگ بسبب ایسا کرنیکے بدر کئے گئے یا کئے جا رہے ہیں۔ اور بے عزت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ورثۂ آنحضرت صلعم کا اور صحابہ کا حاصل کیا۔ اور جن لوگوں نے ان حضرات (احمدی صاحبان) کو تکلیفیں دیں۔ ستایا اور کفر کے فتوے لگوائے۔ اور مسجدوں سے اللہ کا ذکر کرنے سے روکا۔ انہوں نے نہایت ظلم از روئے قرآن شریف اپنی جانوں پر کیا۔

مخالفین سے خطاب معلوم ہووے کہ ثبوت ہونا ان باتوں کا یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب کا مسیح موعود ہونا۔ اور مسیح ناصری کا فوت ہونا قرآن اور احادیث سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ جو متلاشی حق ہوں۔ وہ امام علیہ السلام کی تصنیفات کو لیکر ٹھنڈے دل سے ضد کو چھوڑ کر اور عاقبت کا خیال کر کے مطالعہ فرمادیں اور راہ مستقیم پر آجریں۔ اے مخالفین مرزا صاحب ہماری کوئی رشتہ داری تو نہیں تھی جو ورثہ میں ہم نے انکی بیعت کرلی ہو محض اسلئے کہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ واقعی کسی آسمانی طاقت کی اسوقت ضرورت تھی اور پیارے نبی عربی اور دوسرے دانیال جنہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ سنہ ۱۲۹۰ھ میں جو دعوے کریگا۔ اسکو سلام کہنا اور مان لینا اور اسوقت جو خاک میں پڑے ہونگے آسمان کے ستاروں کی مانند چمک اٹھینگے اسکو وہی پہچانینگے جو دانا ہونگے للہ ذرا خوف خدا کرو۔ اور یوم الحساب سے ڈرو جس وقت تمہاری ان چالاکیوں نے فرد جرم لگوا دینا ہے اتنی مدت تو تم نے مخالفت میں گزاری۔ سوائے شرم کے کچھ تمہیں حاصل نہ ہوا۔ ذرا آپ اب موالف بنکر بھی دیکھو کیسی دعائیں منظور ہوتی ہیں۔ اور نماز وں کا حظ کیسا آتا ہے۔ اگر آپ سوچ سمجھ کر مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی مانو گے۔ تو اس میں آپکا ہی بھلا ہوگا۔ ورنہ وہ تو اپنا فرض ادا کر کے اپنے محبوب کو جا ہی ملے ہیں مانو گے نجات پاؤ گے۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

خاتمہ دعا

ربنا ایمان لے آئے ہیں ہم ✤ مانتے ہیں دین تیرا حق ہم
کرتے ہیں تصدیق اس نور کی ✤ راہ حق دکھلاتا ہے۔ یہ نور ہی
ہم گواہی دیتے ہیں سچا ہی یہ ✤ کرتے پھرتے ہیں منادی وہ یہ
بس ہیں تصدیق کرنیوالوں میں ✤ کیجو مکتوب تا درجے ملیں۔

سو لیکر انکے زمانہ وجود تک تمام بنی آدم انکی شریعت کے زیر سایہ ہوتے اور یہی سبب ہے کہ کوئی نبی بھی کافۃ الناس کے پاس نہ بھیجا گیا۔ اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک فرد ہیں جو سب کے لئے مبعوث ہوئے۔ لہذا تمام نبیوں کی شریعتیں فی الاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہیں۔

(۹) کتاب مدارج السالکین فخر المحدثین امام ابن قیم شامی کے صفحہ ۳۱۲ جلد ۲ میں یہ حدیث یوں درج ہے۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام حیین لکانا من اتباعہ۔ یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ضرور اسکے اتباع میں داخل ہوتے۔

(۱۰) رسالہ بشارات احمدیہ مصنفہ مولوی سید علی حائری شیعی کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے "نیز خود آنحضرت فرمودہ است۔ لو کان موسیٰ وعیسیٰ فی حیوتہما ما وسعہما الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ وعیسیٰ در دنیا حی بودند ممکن نبود ایشانرا مگر آنکہ متابعت میکردند

(۱۱) رسالہ براہین محمدیہ میں جو بشارات احمدیہ کے حاشیہ پر درج ہے بصفحہ ۲۴ لکھا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے لو کان موسیٰ وعیسیٰ فی حیوتہما ما وسعہما الا اتباعی

(۱۲) شرح المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۴،۳ میں بھی یہ حدیث مذکورہ درج ہے (تحفہ بنارس صفحہ ۴۷) جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کے زمانہ میں موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو آپ کے تابع ہوتے۔

(۱۳) امام محمد طاہر گجراتی مجمع البحار جلد ا صفحہ ۲۸۶ میں لکھتے ہیں

والاکثر ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وقال مالک مات	اکثر کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عیسیٰ مر گئے۔

(۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) امام ابو حنیفہ اور انکے شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف۔ نیز امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک رح سے اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا سکوت اختیار کیا۔ باوجودیکہ بہت سے اور ادنیٰ ادنیٰ مسائل میں اختلاف کیا ہے چونکہ سکوت فی موضع البیان بیان کا حکم رکھتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ سب بزرگ ائمہ مسئلہ

وفات مسیح ابن مریم میں امام مالک سے متفق ہیں

(۱۹) علامہ حافظ ابن قیم اپنی کتاب زاد المعاد مطبوعہ مطبع نظامی کے صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں۔

واما ما یذکر عن المسیح انه رفع الی السماء
وله ثلثة وثلثون سنة فهذا لا
یعرف له اثر متصل یجب المصیر
الیه

یعنی مسیح کی نسبت جو یہ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ
آسمان پر تینتیس برس کی عمر میں اٹھائے گئے
اس بات میں کوئی نشان جس کی طرف جانا واجب
ہو پایا نہیں جاتا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابن قیم اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بجسم عنصری آسمان پر نہیں گئے اور مولوی ابراہیم وغیرہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تینتیس برس کی عمر میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اس بارہ میں کوئی نشان جس کی طرف ایک محقق کو توجہ کرنا واجب ہو پایا نہیں جاتا۔ پھر علامہ موصوف کتاب مذکور کے صفحہ ۳۰۱ و ۳۰۲ میں لکھتے ہیں۔

عرج بذات روحه المقدسة
حقیقة من غیر اماتة ومن سواه
لا ینال بذات روحه الصعود الی
السماء الا بعد الموت والمفارقة
فالانبیاء انما استقرت ارواحهم
هناك بعد مفارقة الابدان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح پاک کے ساتھ
فی الحقیقت معراج میں گئے اور زندہ ہی تھے۔ اور
انکے سوائے کسی شخص کی روح آسمان پر موت
سے پہلے نہیں جاسکتی۔ اور تمام انبیاء کی
روحیں بھی آسمان پر بعد موت و مفارقت
بدن رہتی ہیں

(۲۰) حاشیہ جلالین معہ کمالین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے۔

وتمسك ابن حزم بظاهر الاية
وقال بموته

یعنی علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر آیت
پر تمسک پکڑا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عیسٰی ؑ
مر گئے۔

(۲۱) روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے
"در معارف حصیبی مسطور است کہ سہ ساعت از روز گزشتہ بود کہ عیسٰی مرفوع شد و بعد از چند روز از آسمان نزول کردہ حواریاں را بمہمات نامزد نمود و باز بآسمان رفتہ حق تعالےٰ او را بمیرانید و بعد از سہ ساعت کہ از فوت او گزشت بازش حیات بخشید۔

(۲۲) نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالوی ترجمۃ القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ میں لکھتے ہیں۔ "سارے انبیاء جو حضرت سے پہلے تھے مر چکے ہیں"

(۲۳) شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

رفع عیسٰی علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی . . . وجب نزولہ فی اٰخر الزمان بیدن اٰخر	یعنی عیسٰی علیہ السلام کا رفع ہوا۔ انکی روح عالم سفلی سے مفارقت کرکے عالم علوی کیطرف چلی گئی . . . وہ آخری زمانہ میں دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرکے نزول کرینگے (یعنی بروزی طور پر)

(۲۴) علامہ جبائی جو شیعوں میں بڑے نامور ہوئے ہیں آیہ کریمہ فلمّا توفیتنی کے متعلق فرماتے ہیں۔

وفی ھٰذہ الاٰیۃ دلالۃ علیٰ انہ مات عیسٰی و توفاہ ثم رفعہ اللہ	یعنی اس آیت سے یہ بات نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو وفات دی اور انکی روح کو اپنی طرف اٹھالیا۔

(۲۵) اقتباس الانوار تصوف کی ایک مشہور کتاب ہے اسکے صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے
اکثر صوفیہ کا مذہب ہے کہ مسیح موعود کا بروزی طور سے نزول ہوگا پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں (عسل مصفّٰی)

(۲۶) حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری کی کتاب کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

"اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میںنے معراج کی رات میں آدم صفی اللہ کو اور یوسف صدیق کو اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو آسمانوں میں دیکھا ضرور وہ انکی روح تھی۔ اور اگر روح عرض ہوتی۔ تو اپنے آپ قائم نہ رہتی (کشف المحجوب مترجم صفحہ ۲۸۱)

(۲۷) علامہ سعیدی نے لکھا ہے۔

"کہ روح عیسیٰ علیہ السلام در مہدی موعود علیہ السلام بروز کند و نزول عیسیٰ ازیں بروز است دیکھو غایت المقصود صفحہ ۲۱

(۲۸) علامہ احمد مقری مغربی مالکی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فی قولہ علیہ السلام یوشك ان ینزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم انما کان الامام منا لئلا یتدنس بغبار الشبهة وجه لا نبی بعدی

یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر کہ یقیناً ابن مریم تم میں نزول کریگا۔ اور وہ تم ہی میں سے ایک امام ہوگا۔ یہ اسواسطے فرمایا کہ امام ہم میں ہوگا کہ مبادا لا نبی بعدی کے چہرہ پر کسی قسم کے شبہ کا غبار نہ پڑے (دیکھو تفسیر نفح الطیب جلد ۳ صفحہ ۱۵۶)

(۲۹) علامہ ابو العباس احمد بن یوسف بن احمد دمشقی اخبار الدول میں لکھتے ہیں

توفی اللہ تعالٰی عیسٰی ثلاث ساعات ثم رفعه الی السماء وهو قوله تعالٰی یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الی الایۃ

یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ کو تین ساعت مار دیا تھا۔ اور پھر انکو آسمان پر اٹھالیا حسب قول خداوندی کہ اے عیسیٰ میں تجھے ماروںگا۔ اور پھر اٹھاؤنگا۔ دیکھو اخبار الدول بحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول صفحہ ۱۵۹

(۳۰) تفسیر در المنثور کے جزو دوم صفحہ ۳ سورہ آل عمران کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کا ایک گروہ حضرت رسول کریم صلعم کے پاس آیا تھا۔ جو حضرت عیسےٰ کو خدا کہتا تھا اسپر دلائل دیتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم

اللہ تو وہ ہے جو ہمیشہ زندہ ہے قائمٌ بالذات ہے۔ اور حضرت عیسٰے تو فوت ہو گئے۔ اور زائل ہو گئے۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتے ہیں۔ تفسیر کی اصل عبارت اس موقعہ پر اس طرح سے ہے۔ فقال الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ای لیس معہ غیرہ شریکٌ فی امرہ الحی الذی لا یموت وقد مات عیسٰی فی قولہم القیوم القائمُ علیٰ سلطانہٖ لا یزول وقد زال عیسٰے

(۳۱) تفسیر غرائب القرآن جلد ۲ صفحہ ۷۴ میں زیر آیت فلمّا توفیتنی لکھا ہے۔ "پس چوں میرانیدی مرا" یعنے جب تو نے مجھے مار دیا۔

(۳۲) تفسیر معالمات الاسرار جلد ا صفحہ ۲۳۵ میں زیر آیت فلمّا توفیتنی لکھا ہے "پس ہر گاہیکہ میرانیدی مرا" یعنے جب تو نے مجھے موت دی۔

(۳۳) فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے بستان ابو اللیث کے صفحہ ۳۳۸ میں حضرت مسیح کی عمر ۳۳ برس لکھی ہے۔

(۳۴) سید احمد خان صاحب مرحوم نے تہذیب الاخلاق جلد دوم کے صفحہ ۳۵۵ میں لکھا ہے۔ کہ ان دنوں میں جناب مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر رئیس کاکوری علاقہ لکھنؤ کے کتبخانہ سے ایک تفسیر مسمیٰ بہ کشف الاسرار ہمارے ہاتھ آئی۔ اسکے مصنف نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق زیر تفسیر آیت قولہم انا قتلنا المسیح کی وفات بڑے شد و مد سے ثابت کی ہے (اسرار شریعت جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

(۳۵) حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ضخیم طبری کے صفحہ ۱۳۹ جلد دوم میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں۔ کہ ہماری عورات میں سے ایک عورت نے جبل حبار پر جانے کی نذر مانی تھی۔ اسوجہ سے مجھے اسکے ساتھ اسپر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی جس کے دونوں طرف سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے

پتھر پڑے تھے جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھر دنکو مینے ساتھ اٹھا لیا۔ اور اسوجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے مینے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑی پر ہی پھینکدیا دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا مینے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسی طرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اسوجہ سے کہ ان میں سے اسکو کوئی نہ پڑھ سکا۔ وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا۔ اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے۔ باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر آگیا۔ تو مینے انکو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ ہمارے عیسٰے ابن مریم رسول اللہ علیہ السلام کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کر کے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنیکے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی۔ "یہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے"

(۳۶) طبرانی میں حضرت فاطمہ الزہرہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم عاش عشرین فمائۃ سنۃ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم ۱۲۰ برس تک زندہ رہے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

(۳۷) خاقانی لکھتے ہیں۔

کجا شد عیسیٰ مریم کہ مردہ زندہ میکردے ÷ سلیماں خود کجا رفتہ کجا تخت سلیمانی
چو ختم انبیاء ہم رفت گو آخر کہ میماند ÷ بجز ذات مقدس قادر قیوم صمدانی

(۳۸) علمی کہتے ہیں۔

آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ کہاں ÷ ہارون اور موسیٰ کہاں اسباب کا ہے سب کو غم

(۳۹) جمعہ کے خطبوں میں جو مندرجہ ذیل اشعار پڑھے جاتے تھے۔ ان سے بھی حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔

حضرت آدم نبی نیچے زمیں کے چل بسے ÷ نوح کشتیبان عالم بھی یہاں سے چل بسے
یوسفؑ و یعقوبؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ خلیل ÷ اور سلیمانؑ آسمانی مہر والے چل بسے
ہودؑ اور ادریسؑ و یونسؑ شیثؑ داؤدؑ و شعیبؑ ÷ دعوت اسلام کر کے کھری حیتدی چل بسے

حضرت عیسیٰ نبی داؤد و موسیٰ خاک میں ✤ لے کے توریت و زبور انجیل جو سہی چل بسے
واسطے جن کے زمین و آسماں پیدا ہُوا ✤ جنت الفردوس میں وہ حق کے پیارے چل بسے

(۴۰) سید علی لاہوری اپنی کتاب غایت المقصود جلد ۲ صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں۔

"وگفتہ شد کہ مراد از متوفیک ممیتک باشد و پس ازاں زندہ شد صعود کرد و پس قائلین وفات آنجناب علیہ السلام نیز اختلاف کردند بعضے گفتند قبل از صعود کشتہ اند پس ازاں زندہ گردید و بعضے گفتند مردہ وے باسمان رسیدہ زندہ گردید و نیز اختلاف کردند کہ چند ساعت مرد پس بعضے گفتند سہ ساعت مرد و پس ازاں زندہ گردید و بعضے گفتند تا ہفت ساعت مرد و پس ازاں زندہ گردید و بعضے گفتند بمحض مردن زندہ گردید و جماعتے قائل شد کہ بغیر از مردن باسمان رفت و آنجا رسیدہ مرد۔

(ترجمہ) اور کہا گیا کہ مراد متوفیک سے ممیتک ہے۔ مسیح وفات پا کر پھر زندہ ہو گئے اور آسمان پر چلے گئے پھر قائلین وفات آنجناب نے بھی اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے مارے گئے پھر زندہ ہو گئے۔ بعض نے کہا مردہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ وہاں زندہ ہو گئے۔ اس میں بھی اختلاف کیا ہے کہ کتنی دیر تک مردہ رہے بعض نے کہا تین ساعت مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے۔ بعض نے کہا سات ساعت مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے بعض نے کہا مرتے ہی زندہ ہو گئے۔ اور ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ بغیر مرنے کے آسمان پر چلے گئے اور آسمان پر پہنچ کر مر گئے۔

(۴۱) کتاب رد الشبہات مصنفہ مولوی عبد القادر مدراسی کے صفحہ ۳-۴ میں لکھا ہے

"قول وہب کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تین ساعات یا تین روز موت دیکر بعدہ زندہ کرکے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور قول محمد بن اسحاق کہ سات ساعت تک موت دیکر پھر زندہ کر کے اپنی طرف اٹھا لیا۔ جیسا کہ یہ دونوں قول تفسیر بغوی اور تفسیر کبیر وغیرہما میں لائے گئے ہیں"۔

(۴۲) حامد رضا بریلوی نے اپنی کتاب الصارم الربانی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق تین مسئلے لکھے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے۔ بلکہ انکے رب جل وعلانے انہیں مکر یہود وعنود سے صاف وسلامت بچاکر آسمان پر اٹھا لیا۔ اور انکی صورت دوسرے پر ڈالدی صفحہ ۱۳
مسئلہ ثانیہ اس جناب رفعت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا صفحہ ۱۴-۱۵
مسئلہ ثالثہ سیدنا روح اللہ صلوٰۃ اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہ کی حیات اول اسکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں۔ یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے۔ جس میں خلاف نہ کریگا مگر گمراہ کہ اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہیں۔ ان کی موت صرف تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے آئمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرما دیا ہے۔ وقد فصلها سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ فی کتابہ "سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الورٰی" دوسرے یہ کہ ابتک ان پر موت طاری نہیں ہوئی۔ زندہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے اور بعد نزول دنیا میں ۴۵ سال تشریف رکھکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پائینگے صفحہ ۳۳-۳۴

ناظرین! بریلوی مولوی صاحب نے مسئلہ ثالثہ کی تشریح کرتے ہوئے حیات مسیح کے مقدم معنی یہ بتلائے ہیں۔ کہ جس طرح تمام انبیاء علیہ السلام ایک آن واحد کے لئے فوت ہو کر پھر حیات ابدی پا گئے ہیں۔ ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرما دیا ہے۔ اور بریلوی صاحب کے باواجان نے بھی بہت تفصیل کیساتھ لکھدیا ہے۔ پس وفات مسیح میں تو کچھ شک باقی نہیں رہا۔ ہاں ایک مشکل ضرور پیش آگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ مصنف الصارم الربانی کا رجحان اسی امر کی طرف ہے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے ابتک زندہ ہیں۔ اور انکے باواجان کی تحقیق اسکے خلاف ہے۔ پس اب عوام کالانعام کس کی بات کو مانیں۔ مولوی صاحب کی۔ یا ان کے باواجان کی؟

احمدیوں کیلئے ایک نادر موقعہ

رعایت! غیر معمولی رعایت!!

۲۰ دسمبر ۱۳ء سے ۱۰ جنوری ۱۴ء تک

نام کتب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	۸ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم صلعم نے فرمائیں
ضادقوں کی روشنی	۴ر	۳ر	حضرت مسیح موعود کی وفات پر جسقدر اعتراض ہیں انکا دندان شکن جواب
البرق	۲ر	۱ر	رد شیعہ
طبیب روحانی	۲ر	۱ر	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے بچوں کے پڑھانے کے لئے
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	۱ر	۰ر	تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب سلطان محمد کے دستی رقعہ کا عکس جس میں اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا
خصوصیات مسیح موعود	۱ر	۰ر	وہ دس بارہ خصوصیات جو ہمارے امام کو دوسرے اولیاء امت سے ممتاز کرتی ہیں۔
فائل تشحیذ سنہ ۱۹۰۶، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲	فی جلد ۱ر	۱۴ر	معارف حقائق کا خزانہ دلچسپ علمی مضامین کا گنجینہ

نام کتب	قیمت اصلی	قیمت حالیہ	خلاصہ مضمون
تشحیذ جنوری ۱۲ء	۳ر	۲ر	حضرت مرزا صاحب کے امام مہدی ہونے کے دلائل
تشحیذ ماہ جولائی ۱۲ء	۳ر	۲ر	مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کے دلائل (مکمل مضمون)
تشحیذ اگست ۱۲ء	۳ر	۲ر	صوم رمضان کے متعلق تمام مسائل بدلائل قرآن مجید و احادیث
تشحیذ ستمبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	زلزلہ کانگڑہ کی پیشگوئیاں جو مسیح موعود نے قبل از وقت کیں
تشحیذ اکتوبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	"وہ نبی" آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں بائیبل میں جامع مضمون
تشحیذ نومبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	عید اضحی - قربانی کی فلاسفی اور اسکے مسائل
تشحیذ دسمبر ۱۲ء	۳ر	۲ر	مقبرہ بہشتی میں جو بزرگان ملت مدفون ہیں - انکے حالات
تشحیذ فروری ۱۳ء	۳ر	۲ر	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معتبر حالات اول سے آخر تک
تشحیذ مارچ ۱۳ء	۳ر	۲ر	ہستی باریتعالے پر دس زبردست دلائل
تشحیذ جون ۱۳ء	۶ر	۴ر	تصدیق المسیح - جس میں سلسلہ احمدیہ پر تمام موجودہ اعتراضوں کا نہایت مکمل جواب ہے
تشحیذ ستمبر ۱۳ء	عہ	۸ر	تمام قرآن مجید کی آیات پر نوٹ اور خریداران تشحیذ کو مفت

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
نغمۂ اکمل حصہ اول (ختم شد)	۲/	۲/	حضرت خاتم الخلفاء کی یاد میں عاشقانہ ترانے
نغمۂ اکمل حصہ دوم	"	"	"
ہدایات دربارہ معاملات	۲/	۱/	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی مع ثبوت
کلام محمود	۴/	/	صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام جسکا ایک ایک مصرع حرز جاں بنانے والا ہے ۲۰ پونڈ کے ولایتی
ضرورت زمانہ	۸	۱/	اسلام پر جو اعتراضات عیسائیوں، آریوں کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ انکا مدلل جواب
محمد رسول اللہ	۱/	۱/	عیسائیوں کے ایک ٹریکٹ یسوع یا محمد کس پر بھروسہ کرینگے کا جواب
اسلام کی پہلی کتاب	۴/	۳/	سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر مدلل رسالہ بطرز سوال جواب
چولہ بابا نانک نمبر۱	۰/	-/	روپے کے ۸۰ باوا نانک کا مذہب اسلام اور اسکا ثبوت
چولہ بابا نانک نمبر۲	۰/	-/	سردار مہر سنگھ نو مسلم کا لیکچر
معیار حق	/ے	۰/	سچے مذہب کی شناخت بوعدہ انعام ۹۹۰ روپے
ہسٹری آف انگلینڈ	عه/	۸/	اردو ترجمہ تاریخ انگلستان
تعلیم الاسلام	۶/	۵/	نور الدین کے جواب کا جواب الجواب
بجواب تہذیب الاسلام حصہ اول			
عمدۃ الاحکام	۸عہ/	۴عہ/	بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث کا مجموعہ مترجم اردو با اعراب خوشخط پسندیدہ حضرت امیر المومنین
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۲/	۱/	نادر تحفہ
الاسماء الحسنیٰ	۵/	۲/	اللہ تعالےٰ کے اسماء کی تشریح۔ بچوں کے لئے بہت

[illegible]

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
مکتوبات احمدیہ	۸ر	۴ر	حضرت مسیح موعود کے خطوط معارف وحقائق کا خزانہ تصوف کا گنجینہ
الموعظۃ الحسنہ	۲ر	۱ر	تفسیر سورہ تین عجیب وغریب مصنفہ فاضل امروہی
سلک مرواریہ	۴ر	۲ر	لڑکیوں کے پڑھانیکے لئے قصہ کے رنگ میں تائید سلسلہ
مجربات نورالدین حصہ اول	۱۰ر	۵ر	شاہی طبیب حکیم حاذق حضرت مولانا نورالدین
〃 〃 دوم	۱۰ر	۵ر	صاحب کے مجربات تینوں حصے نہایت مفید نادر نسخے
〃 〃 سوم	۱۰ر	۵ر	نا موجود
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۴	عہ	۶ر	کون نہیں جانتا کہ آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
〃 پ ۲۵	عہ	۶ر	جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو اور ان دلایل
〃 پ ۲۶	عہ	۶ر	کو کھولکر لکھا گیا ہو جو قرآن مجید ہر آیت میں اپنے
〃 پ ۲۷	عہ	۸ر	دعوی کیساتھ پیش کرتا ہے۔ اور جو دوسری الہامی
〃 پ ۲۸	عہ	۸ر	کتابوں سے منجملہ امتیازی نشانات کے ہے
〃 پ ۲۹	عہ	۸ر	
تحفہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء	عہ	۴ر	حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولوی عبدالکریم صاحب کی تقاریر کا مجموعہ جو نہایت نادر اور معارف حقایق کا گنجینہ ہے دو سو صفحہ
حقیقت نماز	عہ	۵ر	جس میں نماز کی حقیقت اور اسکے متعلق ضروری مسایل

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
			اور ارکان مناسک کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے بینظیر کتاب ہے اخیر میں چند سورتوں کی عجیب و غریب تفسیر دی ہے
النصیح	۲ر	ار	یہ ایک رسالہ ہے جس میں نبی کریم صلعم کے ظہور کی بشارت کتب سابقہ سے دکھائی گئی ہے اور اسکے ساتھ ایک نہایت دلسوز مسدس ہے احباب منگا کر حظ روحانی اٹھائیں۔
ردّ چکڑالوی	۵ر	۲ر	چکڑالوی کا فتنہ سخت ہے مگر یہ اسکا رد بھی بہت ہی سخت ہے
نیّر اسلام	۵ر	۳ر	آنحضرت صلعم کی بشارات بائبل میں
حق کا پرچار	۴ر	۲ر	حضرت مسیح کی آمد ثانی۔ عیسائی مذہب پر تنقید
مسیح کی آمد ثانی			
بائبل کا پرچار	۱۰ر	شر	مذہبوں کو اسلام بانیٔ اسلام کی ضرورت
مکاشفات	۴ر	۴ر	حضرت مسیح موعود کے تمام کشوف و رؤیا اور انکی تعبیریں
البشریٰ	۴ر	۴ر	〃 〃 کے الہامات مع تشریح حصہ اول
آثار مبارکہ	ار	شر	〃 〃 کی ڈائری کا حصہ اول معارف و حقائق کا خزانہ
خطبات نور حصہ اول	۱۰ر	عہ	
〃 حصہ دوم	۸ر		
حمائل شریف	عا / عا مجلد	بلا جلد [illegible] / مجلد [illegible]	خوشخط عربی سرکاری کتابوں کی طرز پر لکھی ہوئی جس کے پہلے مفصل فہرست مضامین ہے
کسر صلیب	ار	شر	عقائد نصاریٰ کے رد میں نہایت پرزور و جامع رسالہ ضرور خریدیئے

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
القاء ربانی	۸ر	۶ر	مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول سے جو حضرت مسیح موعود کے صدق کی دلیل دی جاتی ہے۔ اس پر ابو احمد صاحب رحمانی کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے ۱۹۲ صفحہ حجم ۲۰ پونڈ کا کاغذ
نشتر عشق	ار	ار	باراں ماسی حرفی اشرف
ریاض النور	۴ر	۴ر	ماسٹر محمد علی اشرف کے ترانے

یہ سب کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور سے ملتی ہیں

(بقیہ صفحہ ۶۲۴)

اب آپ غور فرمائیے کہ جس کارخانہ کا ۵ ۷ ۱۱ (روپے)

گیارہ سو پچھتّر روپے

خریداران کے ذمہ ہو۔ اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ تو اس کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔ اسلئے آپ سے التجا کی جاتی ہے کہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمہ کا بقایا عنایت فرماویں۔ جو مہربان دے چکے ہیں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو تحریک کریں۔ کہ وہ بھی اپنا اپنا حساب بیباق فرمائیں۔ حقوق العباد احمدی اصحاب نہ ادا کرینگے تو پھر دنیا میں اور کونسی قوم ہے جسے یہ خیال ہونا چاہیئے۔ رسالہ میں کوئی نقص ہے تو آپ فرماویں اصلاح ہوگی۔ نیز آپ رسالہ کی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے کم از کم ایک خریدار ضرور مہیا کر دیں۔ ہم ایسے خریدار کی خدمت میں ۱۰ر جنوری تک القرآن فی رمضان مفت نذر کرینگے ممبران تشحیذ غور فرمائیں کہ انکا فرض رسالہ کو ترقی دینا تھا۔ نہ کہ ساڑھے تین سو روپے کا بوجھ رسالہ پر ڈال دینا اگر بقایا دار ہر ماہوار قسط کا التزام بھی کر لیں۔ تو بھی یہ بقایا ادا ہو سکتا ہے ٭ والسلام

رپورٹ تشحیذ الاذہان

بابت ۱۹۱۲ء

ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس کے قبضۂ قدرت میں جہانہ جہاں کی مہار ہے
جس نے ہمیں توفیق بخشی اور تشحیذ الاذہان کا یہ سال بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اس سال جنوری میں حضرت
صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے دلائل ہستی باریتعالیٰ پر ایک نہایت مدلل
مضمون لکھا جس میں آیات قرآنی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کیا گیا۔ اس مضمون میں
اس علم کلام سے مدد لی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چودہویں صدی کے امام ہمام
مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی رحمت خاصہ سے مرحمت فرمایا۔ دوسرا مضمون آپ کا عظمتِ
مسیح پر ہے جس میں ان آیات کے صحیح معنے بتلائے گئے ہیں۔ جن سے غلط استدلال کر کے
پادری مسیح کی فوقیت جناب خیر الرسل پر ثابت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک نمبر میں "تقدس نبی
کے مقدس حالات" کے عنوان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات جمع کر دیئے گئے
ہیں۔ ایک نمبر میں "مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی" پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ اور مرزا اسلطان محمد
کے تازہ رقعہ کا عکس چھاپا گیا ہے جس میں وہ حضرت مسیح موعود سے اپنی عقیدت ظاہر کرتے
ہیں۔ اور جس کی وجہ سے وہ پیشگوئی کی زد سے محفوظ ہے۔ ایک نمبر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو
اعتراض کئے جاتے ہیں۔ انکے مفصل و مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔ یہ نمبر ۸۰ صفحے پر ختم ہوا ہے
اور اس میں کئی ایسے حوالے و دلائل ہیں۔ جو اس سے پہلے احمدیہ لٹریچر میں نہیں آئے ایک نمبر
میں تمام قرآن مجید کی آیات پر نوٹ دیئے گئے ہیں۔ گویا ایک مختصر سی تفسیر خریداران تشحیذ کو
مفت مل گئی ہے۔ نامہ نگاروں میں سے منشی خادم حسین صاحب کا میں خاص طور سے ممنون
ہوں جنہوں نے تقیہ کے متعلق اپنی قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے مضامین دیئے۔ انکا ایک

ایک مضمون کئی کئی ضخیم کتابوں کا خلاصہ ہے۔ سید صادق حسین صاحب نے شہادت القرآن حصہ دوم پر خوب ریویو فرمایا ہے۔ غرض ۱۲۴ صفحے کے یہ ۱۲ نمبر بہیئت مجموعی احباب کے لئے ایک نادر تحفہ ہیں۔ اور دو روپے (عہ) سالانہ کے عوض میں بالکل مفت ہیں۔ رسالہ کے تمام سال میں ۴۸۰ صفحات کی بجائے ۱۲۴ صفحے ہیں۔ پھر خدا کے فضل سے رسالہ (باوجود اسکے کہ اسکا اپنا مطبع نہیں۔ لاہور سے چھپوانا پڑتا ہے) تاریخ مقررہ سے دو تین دن پہلے بالالتزام روانہ ہوتا رہا ہے۔ وھذا من فضل ربی یہاں تک تو ہمارے بس کا کام تھا۔

اب آپ اے معزز خریداران تشحیذ اپنی کارروائی سنئیے پچھلے نومبر ۱۲ء میں رسالہ جتنا باہر جاتا ہے۔ اس سال کے نومبر میں اس سے ۱۲۵ کم گیا ہے۔ گویا اتنے خریدار کم ہوئے۔ اور جو ہیں انکا حال ان نقشہ سے ہویدا ہے۔

بقایا دار خریداران تشحیذ	خریدار جنکے نام رسالہ بند ہے اور بقایا واجب الوصول ہے	خریدار جنکے نام ایکسال سے زیادہ بقایا ہے اور رسالہ جاری ہے	خریدار جنکے ذمہ ۱۳ء کا بقایا ہے اور رسالہ جاری ہے
	۱۵۶ خریدار	۱۴۱ خریدار	۱۱۳ خریدار
	روپیہ - آنہ ۴۵۳ - ۱۱	روپیہ - آنہ ۱۶۹ - ۸	روپیہ ۲۰۷
میزان ہر سہ مدات	۴۱۰ خریدار	۸۲۱ روپے بقایا	

بقایا دار ممبران تشحیذ	ممبران جنکے نام سے رسالہ بند ہے بوجہ بقایا۔ اور اخراج شدہ	ممبران جنکے ذمہ ایکسال سے زیادہ بقایا ہے۔ رسالہ جاری ہے	ممبران جن کے ذمہ محض ۱۳ء کا چندہ بقایا ہے رسالہ جاری ہے
	۳۸	۱۴	۸
	روپیہ - آنہ ۲۰۸ - ۸	روپیہ - آنہ ۱۱۲ - ۱۴	روپیہ - آنہ ۲۲ - ۱۲
میزان ہر سہ مدات	۶۰ ممبران	۳۴۴ - ۲ روپیہ بقایا	

کل میزان بقایا خریداران و ممبران تعداد ۴۷۰ کل ۱۱۶۵ روپیہ - ۲ آنہ

(آگے دیکھو صفحہ ۶۲۳)

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
[illegible]صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو۔ دو ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۲/ فیصدی [illegible] اور از بٹالہ تا قادیان [illegible] علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے فیصدی پر دو ورق پر زائد اور بالمقطع ۱۲۰۰ تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے [illegible] نوٹ۔ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینیجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کر کے بقیہ قیمت واپس کر دے +

تین چار سو صفحے

کی

ضخیم کتاب

[illegible]نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اللہ (مسئلہ توحید و شرک) ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ قدر خیر و شر الیوم الآخر کے بارے میں احمدیہ عقاید بالتفصیل مدلل بہ آیات و احادیث لکھے۔ اور اسی ضمن میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح محمدی کی صداقت پر پوری بحث کی اس کتاب کے متعلق اگر دو سو دوست پختہ وعدہ کریں کہ چھپنے پر ایک ایک روپیہ کا وی پی وصول کریں گے۔ تو میں چھپوا سکتا ہوں +

اکمل قادیان